455

ٹیلیفون نمبر ۹۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۳۵

خطبہ نمبر

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۵

نمبر ۲۲۲	مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء	یوم جمعہ	مورخہ ۱۷ رجب ۱۳۵۶ھ	جلد ۲۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۲ ستمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے کل کی نسبت آج اچھی رہی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سر درد۔ اور اسہال کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کی طبیعت بفضل خدا نسبتاً اچھی ہے۔ مگر کمزوری بہت ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

مولوی ابو العطاء اللہ دتا صاحب جو درس القرآن دے رہے تھے۔ اور جس میں باہر کے مختلف مقامات کے بعض اصحاب بھی شریک تھے۔ کل سورہ کہف پر ختم ہوگا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے آخری چند آیات کا درس خود دینگے اس سال بھی ساڑھے سات پارہ کا درس ہوا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

خدا نما آئینہ

کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ ۔ یَا قَمَرُ یَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ پس میں نے چاہا۔ کہ ظاہر کیا جاؤں۔ اے چاند اے سورج تو مجھ سے ظاہر ہوا۔ اور میں تجھ سے

"سچی پاکیزگی اور طہارت۔ اور وہ ایمان جس سے معرفت بصیرت اور یقین پیدا ہو۔ خدا ہی کی طرف سے آتا ہے۔ اور اس کا ماموُر لے کر آتا ہے۔ اور وہ ذریعہ ٹھہرتا ہے خُدا کے جلال اور عظمت کا۔ اور وہ اس وقت آتا ہے۔ جب دُنیا میں سچی پاکیزگی نہیں رہتی۔ اور خدا سے دُوری اور بُعد ایسا ہوتا ہے۔ کہ گویا خدا ہی نہیں۔ اور جب دُنیا کے ہاتھ میں صرف پوست رہ جاتا ہے۔ اور مغز نہیں رہتا۔ تب خدا اپنے کسی بندے کے ذریعہ اپنا ظہور فرماتا ہے ...وہ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ایک عینی اور زندہ ثبوت ہوتا ہے۔ اس رنگ سے اور اس لحاظ سے گویا خدا تعالےٰ کا ظہور اس میں ہو کر ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے ظہور کا ایک آئینہ ہوتا ہے۔ اس حالت میں جب ان کا وجود خدا نما آئینہ ہو۔ اللہ تعالےٰ ان کے لئے یہ کہتا ہے۔ وَاَنَا مِنْکَ" (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۸ و الحکم جلد ۷ نمبر ۳۶)

(۱) ……حضرت مسیح موعود علیہ السلام ... ۵۴۳

منجانب نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ... صاحب ... چھپی گئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت کا ترانہ

کیوں فتنۂ مصری سے ہو دل اپنا پریشاں ... ویرانی ہے تاریخ خوارج کا فسانہ
حالاتِ حقیقی سے جب اٹھ جائیگا پردہ ... حق کس کی طرف ہے یہ بتادے گا زمانہ
ہے فضلِ عمرؓ کشتیٔ امید کا کھیوا ... گھبرا نہ اگر دور ہے دریا کا کرانہ
رکھتے ہیں اگر شوقِ امارت تو وہ رکھیں ... محمود ہے کیوں مفت میں طعنوں کا نشانہ
غیرت نہ ہو سنگ فشاں جوش میں آکر ... اے وہ کہ گھر اپنا ہے ترا آئینہ خانہ
مقصود ہے تسکین فقط اپنی ہوس کی ... اصلاحِ خلافت ہے فقط ایک بہانہ
تکبیر کے ہنگاموں سے آباد ہیں جنگل ... منزل کی طرف قافلہ اپنا ہے روانہ
احرار کے فتنے کو جو خاطر میں نہ لایا ... کیا شورِ خوارج سے دبے گا وہ یگانہ
وابستہ ہے تنظیم سے ملت کی ترقی ... فاتح ہیں وہی لڑتے ہیں جو شانہ بشانہ
اللہ نے دی ہے جسے تمکینِ خلافت ... اب اس کو مٹا سکتا نہیں سارا زمانہ
بیگن ہیں تمام ایک ہی تھالی کے منافق ... ہے ان کا ہر اک دعویٰ فقط ہرزہ و چانہ

پھر کیفِ سخن سے ہوئیں سرمست فضائیں
لو وقت کا تسنیم نے بھی چھیڑا ترانہ

اعلان برائے ملازمت دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان

صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کے لئے امیدواروں کی ضرورت ہے جو امیدوار حسب ذیل شرائط پورے کرتے ہوں۔ وہ ذیل کا فارم پر کر کے امیدواری کی درخواست مع تمام سرٹیفکیٹ وغیرہ کی مصدقہ نقل کے اپنی درخواستیں ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء تک سپرنٹنڈنٹ صاحب دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے پاس بھجوادیں۔ اور نوٹ غور سے مطالعہ کریں۔

خاکسار۔ غلام محمد اختر سکرٹری تحقیقاتی کمیشن

فارم درخواست امیدواری

۱	نام و ولدیت درخواست کنندہ	۵	امتحان جو پاس کئے ہیں مع سنہ
۲	تاریخ بیعت	۶	خلاصہ سندات و سفارشات
۳	تاریخ پیدائش	۷	صحت
۴	امیدوار کے خاندان کی خدمات سلسلہ	۸	کوئی اور قابل ذکر امر

شرائط ۱۔ احمدی ہونا لازمی ہے۔ ۲۔ عمر ۱۸ سال سے ۲۸ سال ہو۔ ۳۔ مقامی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی خدمات کے متعلق تصدیق کرائی جائے۔ ۴۔ میٹرک یا اس سے اوپر مولوی فاضل جامعہ احمدیہ یا اس سے اوپر تک تعلیم لازمی ہے۔ ۵۔ مقامی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کا ہونا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خاص ہستیوں کی سفارشی چٹھیاں لگائی جاسکتی ہیں۔ ۶۔ کسی ڈاکٹر یا حکیم ورنہ جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی طرف سے سارٹیفکیٹ لگایا جاسکتا ہے۔ ۷۔ شرط ۴ کے علاوہ کوئی اور سارٹیفکیٹ وغیرہ لگائے جاسکتے ہیں۔

نوٹ ۱۔ تمام وہ درخواستیں جو کسی امیدوار نے کسی دفتری ملازمت کے لئے کسی صدر انجمن احمدیہ کے دفتر میں بھیجی ہوں۔ وہ اس اعلان کے ذریعہ منسوخ قرار دی جاتی ہیں۔ اور ہر امیدوار کو اب نئی درخواست مندرجہ بالا فارم پر شرائط کے مطابق کرنی ہوگی۔

۲۔ اسامیاں فی الحال عارضی ہوں گی۔ اور تنخواہ کم از کم ۲۰ روپے ماہوار دی جائے گی۔ لیکن آئندہ مستقل اسامیاں پر کرتے وقت تجربہ کار عارضی ملازمین کو ترجیح دی جائے گی۔

۳۔ جن امیدواروں کی درخواستیں تحقیقاتی کمیشن منظور کرے گا۔ ان درخواست کنندگان کو تاریخ انتخاب سے اطلاع دی جائے گی۔

۴۔ کمیشن کے کسی ممبر کو سفارش کے ذریعہ سے زیر اثر لانے کی سعی کرنا امیدوار کی کامیابی میں منافی ہوگا۔

مستحقین کو قرآن شریف خرید کر دینے کا صدقہ جاریہ

بعض مستحق طلباء نظارت ہذا میں قرآن کریم کے لئے درخواست دیتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے کچھ عرصہ سے نظارت نے یہ تحریک جاری کی ہوئی ہے۔ کہ ذی استطاعت اصحاب قرآن شریف یا قرآن شریف کی قیمت نظارت میں بھیجدیا کریں۔ تا مستحق طلباء کو قرآن شریف دیئے جاسکیں۔ اب چونکہ سابقہ جمع شدہ قرآن شریف قریب الاختتام ہیں۔ لہذا احباب کی خدمت میں دوبارہ تحریک کی جاتی ہے۔ کہ قرآن شریف یا اس کی قیمت نظارت ہذا میں بھیج دیں۔ تا قرآن شریف مہیا کئے جاسکیں۔ یہ ایک کارِ ثواب ہے اور صدقہ جاریہ لہذا امید ہے کہ احباب توجہ فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ قرآن شریف کی ایک جلد کی قیمت کا اندازہ ایک روپے سے لے کر دو روپے تک ہے۔ ناظر تعلیم و تربیت

آداب مجلس کے متعلق ضروری اعلان

بعض دفعہ یہ امر مشاہدہ میں آیا ہے کہ احباب ناواقفی کی وجہ سے مساجد کے آداب کا پورا پورا خیال نہیں رکھتے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے نظارت ہذا نے مساجد کے آداب کو یکجائی طور پر طبع کرا دیا ہے۔ تاکہ یہ آداب مساجد میں چسپاں کئے جاسکیں۔ اور احباب کے زیر نظر رہیں۔ کئی احباب نے آداب کو خرید بھی لیا ہے۔ مگر تا حال پوری پوری توجہ اس طرف نہیں کی گئی۔ لہذا جن احباب نے یہ آداب ابھی تک نہیں خریدے وہ جلد منگوالیں۔ ایک کاپی کی قیمت ایک پیسہ ہے۔ محصول ڈاک اس کے

درخواست ہائے دعا

(۱) میرے ماموں شیخ اللہ داد صاحب عرصہ دو تین ماہ سے بعارضہ پتھری سخت بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ (۲) شیخ عبد اللہ صاحب انبالہ کی بیوی بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں خاکسار شیخ محمد عبد اللہ قادیان (۳) خاکسار کی اہلیہ اور بڑی لڑکی بیمار ہیں۔ نیز میں خود بھی بیمار ہوں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ محمد حسین ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ الہ آباد (۴) کمترین کے مقدمہ کی آئندہ پیشی ۲۸ ستمبر ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ فتح محمد شرما کراچی (۵) میرے بھانجے نوشی محبوب عالم صاحب سائیکل مرچنٹ لاہور بیمار رہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار نذیر احمد لادھیوالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ

456

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ رجب ۱۳۵۶ھ

خطبہ جمعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک علم و عرفان سے پُر رؤیا

دُنیا انبیاء اور خلفاء کے ذریعہ ہی خدا تعالےٰ کے جلال اور جمال کا مشاہدہ کرتی ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمُودہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۷ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ گزشتہ اتوار کی رات میں نے

ایک عجیب رؤیا دیکھا

میں نے دیکھا کہ ایک بڑا جلسہ گاہ ہے۔ مگر اس رنگ کا نہیں۔ جیسا کہ ہمارا جلسہ گاہ ہوُا کرتا ہے۔ بلکہ جیسا کہ تاریخوں میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ روم میں بڑے بڑے قومی اجتماعوں کے لئے ایمفی تھیئٹر بنائے جایا کرتے تھے۔ اسی رنگ کا وُہ جلسہ گاہ ہے۔ یعنی جو خطیب ہے۔ اس کے سامنے مربع یا مستطیل شکل میں جلسہ گاہ نہیں۔ بلکہ ہلالی شکل میں ہے۔ جس طرح گھوڑے کا نعل بیچ میں سے خالی ہوتا۔ اور قریباً نصف دائرہ یا اس سے کچھ زیادہ بنا تا ہے۔ اسی طرح

ایک وسیع میدان

میں جو نصف میل یا میل کے قریب ہے اس طرح بنچ لگے ہُوئے ہیں۔ جس طرح پہلے دن کا چاند ہوتا ہے۔ ایک گول دائرہ ہے۔ جو دور فاصلہ سے شروع ہو کر دونوں کناروں سے آگے بڑھنا شروع ہوتا ہے اور جس طرح چاند کی ایک طرف خالی نظر آتی ہے۔ اسی طرح ایک طرف اس دائرہ کی خالی ہے۔ اور وہاں لیکچرار یا خطیب کی جگہ ہے۔ اُس

وسیع میدان میں

کہ لوگوں کی شکلیں بھی اچھی طرح پہچانی نہیں جاسکتیں۔ بہت سے لوگ لیکچر سننے کے لئے بیٹھے ہیں۔ اور جو درمیانی جگہ خطیب کی ہے۔ جہاں چاند کے دونوں کونے ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں وہاں میں کھڑا ہوں۔ اور اس وسیع مجمع کے سامنے ایک تقریر کر رہا ہوں وُہ تقریر

الوہیت، نبوّت اور خلافت

کے متعلق اور ان کے باہمی تعلقات کی نسبت ہے۔ گو یوں بھی میری آواز خدا تعالےٰ کے فضل سے جب صحت ہو۔ تو بہت بلند ہوتی ہے۔ اور دور دور سنائی دیتی ہے۔ لیکن وُہ دائرہ اتنا وسیع ہے۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ مجھ سے دُگنی آواز والا شخص بھی اپنی آواز اُن لوگوں تک نہیں پہونچا سکتا۔ مگر رویاء میں میری آواز اتنی بلند ہو جاتی ہے۔ کہ میں محسُوس کرتا ہوں۔ کہ اُس وسیع دائرہ کے تمام سروں تک میری آواز پہونچ رہی ہے۔ اسی ضمن میں میں مختلف آیاتِ قرآنیہ سے اپنے مضمُون کو واضح کرتا ہوں۔ اور بعض دفعہ تقریر کرتے کرتے میری آواز اتنی بلند ہو جاتی ہے۔ کہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ وہ

دُنیا کے سروں تک

پہونچ رہی ہے۔ جب میں اپنی تقریر کے آخری حصّہ تک پہونچتا ہوں۔ تو اس وقت میری حالت اس قسم کی ہو جاتی ہے۔ جس طرح کوئی شخص جذب کی حالت میں آجاتا ہے۔ میں نے اس وقت الوہیت۔ نبوت اور خلافت کے متعلق ایک مثال بیان کر کے اپنے لیکچر کو ختم کیا۔ اور اس وقت میری آواز میں ایسا جلال پیدا ہو گیا۔ کہ اسی کے اثر سے میری آنکھ کھُل گئی۔ مجھے صرف

وُہ مثال

ہی یاد رہ گئی ہے۔ باقی مضمون بھُول گیا ہے۔ وُہ مثال میں نے رویا میں یہ دی تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیاء اور اس کے خلفاء کے تعلق کی مثال

چوکھٹے میں لگے ہُوئے آئینہ

کی ہوتی ہے۔ آئینہ کا کام تو درحقیقت درمیانی شیشہ دیتا ہے۔ مگر اس شیشہ کے ساتھ کچھ اور چیزیں بھی لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ جیسے آئینہ کے پیچھے قلعی ہوتی ہے۔ اور اس کے ارد گرد چوکھٹا ہوتا ہے۔ لیکن دراصل جو چیز ہماری شکل ہمیں دکھاتی ہے۔ اور جو چیز ہمارے عیب اور صواب کے متعلق ہماری راہ نمائی کرتی ہے۔ وُہ آئینہ ہی ہے نہ وُہ قلعی جو اس کے پیچھے لگی ہوئی ہوتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ اپنی ذات میں شکل دکھا سکتی ہے۔ اور یہ وہ چوکھٹا جو اس کے ارد گرد لگا ہوا ہوتا ہے وہ ہمارے عیب اور صواب کے متعلق ہمیں کوئی ہدایت دے سکتا ہے۔ لیکن آئینہ بھی عیب اور صواب ہمیں تبھی بتاتا ہے جب اس کے پیچھے قلعی کھڑی ہو۔ اور وہ محفوظ بھی اسی وقت تک رہتا ہے۔ جب تک وہ چوکھٹے میں لگا رہتا ہے۔ چنانچہ چوکھٹوں میں لگے ہوئے آئینے لوگ اپنے میزوں پر رکھ لیتے ہیں۔ اپنی دیواروں پر لٹکا لیتے ہیں۔ اور اس طرح وہ ٹوٹنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ مگر جب ہم اس کے چوکھٹے کو اتار دیں۔ اور اس کی قلعی کو کھرچ دیں۔ تو آئینہ بلحاظ روشنی کے تو آئینہ ہی رہتا ہے۔ مگر پھر وہ ہماری شکل ہمیں نہیں دکھاتا اور اگر دکھاتا ہے۔ تو نہایت دھندلی سی۔ جیسے مثلاً (یہ مثال میں نے رویا میں نہیں دی۔ صرف سمجھانے کے لئے بیان کر رہا ہوں) دروازوں میں دبی شیشے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ کھڑکیوں میں بھی وہی شیشے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو آئینوں میں ہوتے ہیں۔ مگر ان میں سے شکل نظر نہیں آسکتی۔ کیونکہ ان کے پیچھے قلعی نہیں لگی ہوتی۔ اسی طرح جن شیشوں کے چوکھٹے اتر جاتے ہیں۔ رویا میں ہی میں کہتا ہوں۔ کہ ان

شیشوں کا محفوظ رکھنا

مشکل ہوتا ہے۔ اور وہ ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو آئینہ اپنے اندرونی جوہر ظاہر کرنے کے لئے ایک ایسی چیز کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ جو اپنی ذات میں تو چہرہ دکھانے والی نہیں۔ مگر جب وہ آئینہ سے مل جاتی ہے۔ تو آئینہ میں شکل نظر آنے لگ جاتی ہے۔ اور وہ قلعی ہے۔ اسی طرح اس کا چوکھٹا اسے محفوظ رکھتا ہے۔ تو میں رویا میں یہ مثال دیگر کہتا ہوں۔ کہ دیکھو

اللہ تعالیٰ کی مثال ایک آئینہ کی سی ہے

اور انسان کی پیدائش کا اصل مقصد اسی کو حاصل کرنا ہے۔ وہی ہے جو ہمیں علم دیتا ہے۔ وہی ہے جو ہمیں عرفان دیتا ہے۔ وہی ہے جو ہمیں عیب سے آگاہی بخشتا ہے۔ وہی ہے جو ہمیں ثواب کی باتوں کا علم دیتا ہے۔ لیکن وہ اپنی قدیم سنت کے مطابق اس وقت تک دنیا کو عیب اور صواب سے آگاہی نہیں بخشتا۔ جب تک اس کے پیچھے قلعی نہیں کھڑی ہو جاتی۔ جو

نبوت کی قلعی

ہے۔ یعنی وہ ہمیشہ اپنے وجود کو نبیوں کے ہاتھ سے پیش کرواتا ہے جب نبی اپنے ہاتھ میں لے کر خدا تعالیٰ کے وجود کو پیش کرتا ہے۔ تبھی دنیا اس کو دیکھ سکتی ہے۔ ورنہ نبوت کے بغیر

خدا تعالیٰ کی ہستی

اتنی مخفی اور اتنی وراء الوریٰ ہوتی ہے کہ انسان صحیح اور یقینی طور پر اس کا اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ زمینوں میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ دریاؤں میں بھی ہے اللہ تعالیٰ پہاڑوں میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سمندروں میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ خشکیوں میں بھی ہے۔ غرض ہر ایک ذرہ ذرہ سے اس کا جلال ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ دنیا کے ذرہ ذرہ میں اس کا جلال پایا جاتا ہے۔ بغیر انبیاء کے دنیا نے کب اس کو دیکھا۔ انبیاء ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کا وجود دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن انبیاء خدا تعالیٰ کو بناتے تو نہیں۔ وہ تو ازل سے موجود ہے۔ پھر وجہ کیا ہے کہ انبیاء کے آنے پر دنیا خدا تعالیٰ کو دیکھنے لگ جاتی ہے اور پہلے نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جس طرح آئینہ کے پیچھے قلعی کا وجود ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح

انبیاء کو خدا تعالیٰ نے اپنے ظہور کا ذریعہ بنایا ہوا ہے

پھر چوکھٹا جو ہوتا ہے۔ وہ آئینہ کی حفاظت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور وہ بھی نبوت اور خلافت کا مقام ہے یعنے انبیاء اور ان کے خلفاء اللہ تعالیٰ کے وجود کو دنیا میں قائم رکھتے ہیں خود اپنی ذات میں

اللہ تعالیٰ الحیّ و قیوم ہے

لیکن اس نے اپنی سنت یہ رکھی ہے۔ کہ وہ اپنے وجود کو بعض انسانوں کے ذریعہ قائم رکھے۔ ان وجودوں کو مٹا دو۔ ساتھ ہی خدا تعالیٰ کا ذکر بھی دنیا سے مٹ جائے گا تم ساری دنیا کی تاریخیں پڑھ جاؤ۔" (اب یہ جو اگلا حصہ ہے۔ یہ خواب کا نہیں بلکہ بطور تشریح میں خود بیان کر رہا ہوں) تمہیں کہیں یہ نظر نہیں آئے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا وجود بغیر انبیاء کے دنیا میں قائم ہوا ہو حالانکہ انبیاء بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہر وقت موجود ہے اور اس کا نور ہر چیز سے ظاہر ہے مگر باوجود اس کے کہ اس کا نور دنیا کی ہر چیز سے ظاہر ہو رہا ہے۔ پھر بھی انبیاء ہی ہیں۔ جو اسے ایسی طرز پر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

سے پہلے کیا خدا نہیں تھا۔ خدا اس وقت بھی اسی طرح آسمان سے ظاہر ہو رہا تھا۔ اسی طرح زمین سے ظاہر ہو رہا تھا۔ اسی طرح دریاؤں سے ظاہر ہو رہا تھا۔ اسی طرح فضا سے ظاہر ہو رہا تھا۔ اسی طرح پاتال سے ظاہر ہو رہا تھا جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ پھر پہلے زمانہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فرق کیا تھا۔ فرق یہی تھا۔ کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے نور کے ظہور کے لئے کوئی ذریعہ موجود نہیں تھا۔ ایک آئینہ تھا۔ مگر اس آئینہ کے ساتھ وہ قلعی نہیں تھی۔ جو اسے روشن کر کے لوگوں کی نظروں کے قابل بنا دیتی۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شیشے کو اپنے ہاتھ میں پکڑا۔ تو جس طرح آئینہ کے پیچھے جب قلعی کھڑی کر دی جائے تو آئینہ کو ایک خاص شکل مل جاتی ہے۔ اور اس میں دوسروں کی بھی شکلیں نظر آنے لگ جاتی ہیں۔ اسی طرح

ساری دنیا کو خدا نظر آنے لگ گیا

اور اس کے وجود کا اسے احساس ہو گیا۔ ورنہ شیشہ جتنا زیادہ مصفیٰ ہو۔ اتنا ہی لوگوں کو کم نظر آیا کرتا ہے۔ کئی دفعہ جب اعلیٰ درجہ کے شیشے دروازوں سے لگائے جاتے ہیں تو بعض دفعہ لوگ ان دروازوں سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ رستہ کھلا ہے۔ حالانکہ وہ آئینہ ہوتا ہے۔ اور رستہ بند ہوتا ہے۔ رات کے وقت جب کمرہ میں روشنی ہو تو اس وقت انسان کے لئے یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کہ منافذ میں شیشہ موجود ہے یا نہیں۔ بعض دفعہ شیشہ لگا ہوا ہوتا ہے۔ اور انسان اس کے بہت زیادہ مصفیٰ ہونے کی وجہ سے سمجھتا ہے۔ کہ شیشہ میں کوئی نہیں۔ اور بعض دفعہ شیشہ نہیں ہوتا اور وہ خیال کرتا ہے کہ شیشہ ہے۔ پس شیشہ جتنا زیادہ مصفیٰ ہو اتنا ہی لوگوں کو کم نظر آتا ہے۔ مگر

انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا وجود

جو نہایت ہی مخفی اور وراء الوریٰ ہے۔ اسی طرح لوگوں کو نظر آنے لگ جاتا ہے۔ جس طرح شیشہ کے پیچھے جب قلعی کھڑی کر دی جائے۔ تو وہ شکلیں دکھانے کے قابل ہو جاتا ہے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ مضمون ہے جو رؤیا میں میں نے بیان کیا۔ اور اسی مثال پر میری تقریر ختم ہوگئی۔ میں نے رؤیا میں

اس مضمون کے متعلق کئی آیات

بھی بیان کیں۔ مگر جاگنے پر وہ ذہن سے اتر گئی تھیں۔ اس پر میں نے غور کرنا شروع کیا۔ کہ وہ آیتیں کونسی تھیں۔ جو میں رؤیا میں اس مضمون کو ثابت کرنے کے لئے پڑھ رہا تھا۔ اور جن سے اس مضمون کا میں نے استدلال کیا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے کافی غور کیا۔ مجھے وہ آیتیں سمجھ میں نہ آئیں۔ کیونکہ وہ بھول چکی تھیں۔ صرف اس تقریر کا آخری حصہ یاد رہا تھا۔ جو یہ تھا۔ کہ

انبیاء اور خلفاء کی اللہ تعالیٰ سے وابستگی

ایسی ہی ہے جیسے شیشے کے ساتھ چوکھٹا ہوتا ہے۔ اور اس کے پیچھے قلعی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو دنیا میں قائم رکھتے ہیں۔ ان کے ذریعہ خدا ظاہر ہوتا ہے۔ اور انہی کے ذریعہ اس کا وجود عالم میں محفوظ رہتا ہے۔

غرض میں نے جن جن امور کو رؤیا میں بیان کیا تھا۔ ان پر میں نے پھر غور کیا۔ مگر مجھے وہ باتیں یاد نہ آئیں گو ابھی جبکہ میں یہ خطبہ پڑھ رہا ہوں۔

مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام یاد آ گیا۔ جس میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ اور جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی تشریح کی ہے۔ گو الفاظ اُس کے اور ہیں مگر مفہوم یہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے جس میں اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

يَا قَمَرُ يَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ

(تذکرہ صفحہ ۵۷۳)

یعنی اے سورج اور اے چاند تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اب سورج اور چاند آپس میں ایک خاص نسبت رکھتے ہیں۔ سورج براہ راست روشنی ڈالتا ہے۔ لیکن چاند براہ راست روشنی نہیں ڈالتا۔ بلکہ سورج سے روشنی لیکر دنیا کی طرف پہنچاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں۔ کہ یا شمس یا قمر انت منی و انا منک میں ایک دفعہ خدا نے مجھے سورج قرار دیا ہے۔ اور ایک دفعہ مجھے چاند قرار دیا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے مجھے سورج قرار دیا تو اپنے آپ کو چاند قرار دیا ہے۔ اور جب مجھے چاند قرار دیا ہے تو اپنے آپ کو سورج قرار دیا ہے۔ اب یہ جو بات ہے کہ خدا سورج ہے اور بندہ چاند۔ یہ بالکل واضح ہے۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ بندہ اسی طرح خدا سے نور لیتا اور اسے دنیا میں پھیلاتا ہے جس طرح چاند سورج سے نور لیتا اور اسے دنیا میں پھیلاتا ہے۔ مگر یہ جو خدا نے فرمایا کہ تو سورج ہے اور خدا کی ذات بمنزلہ چاند ہے۔ یہ بات بظاہر حقیقت سے دور معلوم ہوتی ہے۔ بھلا بندے کی کیا حقیقت ہے کہ وہ سورج کہلائے۔ اور خدا اس کے مقابلہ میں چاند کہلائے تو چونکہ یہ بات بظاہر قابل اعتراض نظر آتی تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ اصل بات یہ ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کا وجود دنیا سے مخفی ہوتا ہے

اور جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو انبیاء کے ذریعہ ہی ظاہر ہوتا ہے۔ پس چونکہ خدا تعالیٰ کے نور کا ظہور انبیاء کے ذریعہ ہوتا ہے اس لئے دنیا والوں کی نگاہ میں نبی سورج اور خدا چاند ہوتا ہے۔ کیونکہ جب نبی آتا ہے۔ تب ہی خدا کا چہرہ انہیں نظر آنے لگتا ہے۔ اس سے پہلے وہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ پس گو حقیقتاً خدا ہی سورج ہے اور بندہ چاند ہے مگر دنیا والے جن کی نگاہیں کمزور ہوتی ہیں۔ اور جو نبی کے ذریعہ خدا کے جلال اور اس کے جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کے لحاظ سے نبی سورج اور خدا چاند ہوتا ہے۔ جیسے سورج کی روشنی جب چاند پر پڑے تب وہ چمکتا ہے۔ نہ پڑے تو چاند تاریک رہتا ہے۔ اسی طرح جب تک نبی کا وجود خدا تعالیٰ کو ظاہر نہ کرے وہ مخفی رہتا ہے مگر جب نبوت کی روشنی الوہیت پر پڑتی ہے۔ تو خدا کا وجود ہر ایک کو نظر آنے لگ جاتا ہے پس دنیا کے حالات کے مطابق

تمثیلی زبان میں

یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ بندہ سورج ہے اور خدا چاند۔ یہ بھی ویسی ہی مثال ہے جیسی میں نے رؤیا میں دی اور اس سے بھی یہی امر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی اور اس کے جلال کو ظاہر کرنے کا ذریعہ

انبیاء و خلفاء اور اولیاء و صلحاء

ہوتے ہیں۔ زمین و آسمان سے خدا کا وجود حق الیقین کے طور پر ثابت نہیں ہو سکتا۔ جیسے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کر کے انسان جس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ اس زمین و آسمان کا کوئی خالق ہونا چاہیئے۔ مگر یہ کہ وہ ہے اس کا پتہ زمین و آسمان سے نہیں لگتا۔ گویا یہ نتیجہ صرف سکنے سے تعلق رکھتا ہے ہَے سے نہیں۔ یعنی یہ تو ہو سکتا ہے کہ انسان اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے

صانع کی ضرورت

محسوس کرے۔ مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شئے ہے۔ اور اس درجہ علم الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے۔ وہ درحقیقت موجود بھی ہے۔ یہ اور بات ہے اسی لئے آپ نے بتایا کہ جتنے فلسفی عقلی ذریعہ سے خدا تعالیٰ کو معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ ٹھوکر کھاتے اور بالآخر دہریہ بن جاتے ہیں۔ اور زمین و آسمان کی مصنوعات پر غور کرنا انہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اس غور و فکر کا نتیجہ صرف اس حد تک نکلتا ہے۔ کہ خدا کا وجود ہونا چاہیئے۔ یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کہ خدا کا وجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں جب وہ زمین کو دیکھتے ہیں۔ تو اُسے دیکھکر یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ اس کا کوئی پیدا کرنیوالا ہونا چاہیئے۔ جب وہ آسمان کو دیکھتے ہیں تب بھی وہ یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہونا چاہیئے۔ مگر یہ وہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ پیدا کرنے والا یقینی طور پر موجود ہے اور اس طرح پھر بھی شبہ رہ جاتا ہے اور انسان خیال کرتا ہے۔ کہ ممکن ہے کوئی مخفی قانون ایسا ہو۔ جس کے ماتحت یہ کارخانۂ عالم آپ ہی آپ چل رہا ہو جس طرح آج کل کے فلسفی کہتے ہیں۔ کہ اس دنیا کی پیدائش میں خود ہی ایک ایسا قانون مخفی ہے جس کی وجہ سے یہ تمام دنیا چل رہی ہے۔ کسی خاص وجود کو تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں غرض آپ نے اس بات پر بحث کی۔ اور یہ ثابت فرمایا ہے۔ کہ

فلسفہ اور عقل انسانی

خدا تعالیٰ کے متعلق انسان کو ہونا چاہیئے۔ کی حد تک ہی رکھتے ہیں۔ مگر الہام الٰہی نبوت کے ذریعہ "ہے" ثابت کرتا ہے۔ ہم جب زمین کو دیکھتے ہیں۔ ہم جب آسمان کو دیکھتے ہیں تو انہیں دیکھکر یہ کہتے ہیں کہ ان کو بنانے والا کوئی ہونا چاہیئے اور ہماری دلیل ختم ہو جاتی ہے۔ مگر جب خدا ہمیں مخاطب کرتا اور فرماتا ہے۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ۔ یقیناً میں ہی خدا ہوں۔ تو یہ اب "ہے" بن گیا۔ اور "ہونا چاہیئے" کی حد سے اس نے ہمیں نکال دیا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کسی گھر میں آگ جل رہی ہو۔ چولھے پر ہنڈیا چڑھی ہوئی ہو۔ ہنڈیا کے ابلنے کی آواز آ رہی ہو۔ تو ہم باہر سے اس آواز کو سنکر یہ نتیجہ نکالیں کہ اس گھر کا کوئی مالک ہونا چاہیئے کیونکہ ہم غور اور فکر کرنے کے بعد فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔ کہ کوئی شخص ہوگا۔ جو یہ ہنڈیا پکا رہا ہوگا۔ کوئی شخص ہوگا۔ جس نے آگ جلائی ہوگی۔ اور کوئی شخص ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو گوشت وغیرہ لایا ہوگا۔ مگر اس قدر نتائج نکالنے کے بعد بھی ہم اسی حد تک پہنچیں گے کہ گھر کا کوئی مالک اندر ہونا چاہیئے۔ اس نتیجہ پر ہم نہیں پہنچ سکتے۔ کہ وہ شخص اندر ہے بھی ممکن ہے۔ کوئی کہے۔ اس سے زیادہ وضاحت اور کیا ہوسکتی ہے جب آگ جل رہی ہے۔ ہنڈیا چولہے پر چڑھی ہے۔ اس کے ابلنے اور جوش کھانے کی آواز آ رہی ہے۔ تو اس سے ہم یہ نتیجہ کیوں نہیں نکال سکتے۔ کہ اندر واقعہ میں کوئی شخص موجود ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان تمام قرائن کے باوجود ہم یقینی طور پر یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کہ اندر کوئی مالک موجود ہے۔ فرض کرو اندر واقعہ میں کوئی شخص ہو۔ اور اس نے ہنڈیا چولہے پر چڑھائی ہو۔ مگر ہنڈیا چولہے پر رکھتے ہی وہ مرگیا ہو۔ اور ہم یہ سمجھتے ہوں۔ کہ اندر وہ موجود ہے۔ حالانکہ وہ مرچکا ہو۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی بیٹھے بیٹھے دل کی حرکت بند ہوجاتی ہے۔ اور وہ اسی وقت مرجاتے ہیں۔ پس ممکن ہے وہ دل کی حرکت بند ہوجانے کی وجہ سے مرا پڑا ہو۔ یا ممکن ہے۔ اُسے کسی سانپ نے کاٹا ہو۔ اور وہ مرچکا ہو۔ یا بعض دفعہ ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ کہ ہنڈیا رکھنے کے بعد اسے کوئی ضروری کام یاد آ گیا ہو۔ اور وہ گھر چھوڑ کر اس وقت باہر گیا ہوا ہو۔ مثلاً فرض کرو اس نے ہنڈیا چڑھائی ہو۔ اور اس کے معاً بعد ایک شخص اس کے پاس دوڑتا ہوا آیا ہو اور اُس نے کہا ہو۔ کہ تمہارا بیٹا ڈوب گیا ہے۔ اور وہ اسی وقت اس کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا ہو۔ اور ہنڈیا اس نے چولہے پر ہی رہنے دی ہو۔ تو چونکہ ایسی کئی صورتیں ممکن ہیں۔ اس لئے باوجود ہنڈیا کی آواز سننے کے اور باوجود آگ کو جلتا دیکھنے کے ہم اگر یہ نتیجہ نکالیں کہ اندر کوئی شخص واقعہ میں موجود ہے تو ہم اس نتیجہ کے نکالنے میں غلطی پر ہوسکتے ہیں۔ مگر جب حالات یہ نہ ہوں بلکہ جونہی ہم کسی کے دروازہ پر پہنچیں گھر کا مالک اندر سے باہر نکل آئے اور ہمیں کہے۔ کہ آپ مسافر ہیں۔ تھکے ماندے آئے ہیں۔ تھوڑی دیر میرے پاس آرام کیجئے۔ تو اس شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ہم "ہونا چاہیئے" کی حد سے نکل کر "ہے" کی حد میں داخل ہوجاتے ہیں۔ تو

نبوت اور الہام سے خدا کا وجود

"ہے" کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے لیکن باقی دلیلوں سے ہم اس کے متعلق صرف "ہونا چاہیئے" کی حد تک پہنچتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام بھی اسی مضمون کی تائید کرتا ہے۔ مگر یہ خیال بھی مجھے اسی وقت آیا ہے۔ پہلے نہیں آیا۔ بہرحال

رؤیاء سے بیداری کے بعد

میں غور کرتا رہا اور سوچتا رہا کہ اس مضمون پر میں نے اور کیا کیا باتیں بیان کی تھیں۔ مگر مجھے کوئی بات یاد نہ آئی لیکن اس رؤیا کا اثر میری طبیعت پر گہرا رہا اور کئی دفعہ مجھے یہ خیال آیا۔ کہ وہ کونسی آیات تھیں۔ جو رؤیا میں میں نے پڑھیں اور جن میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ مگر قرآن کریم کی کوئی آیت میرے ذہن میں نہ آئی اس کے دوسرے یا تیسرے دن پیر یا منگل کو مجھے اب یہ اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ کونسا دن تھا۔ بہرحال ان میں سے کسی دن نماز ظہر یا عصر (یہ بھی مجھے صحیح طور پر یاد نہیں) میں پڑھا رہا تھا۔ اور اس وقت مجھے خواب کا خیال بھی نہیں تھا۔ گویا اس وقت وہ میرے ذہن سے بالکل اتری ہوئی تھی۔ کہ جب میں نے رکوع کے بعد قیام کیا اور پھر سجدہ میں جانے کے لئے اللہ اکبر کہا تو جس وقت اوپر سے نیچے سجدہ کی طرف جانے لگا تو معاً

القاء کے طور پر میرے دل پر ایک آیت نازل ہوئی

اور مجھے بتایا گیا۔ کہ یہ وہ آیت ہے جو اس مضمون کی حامل ہے۔ جو خواب میں بتایا گیا ہے۔ اور پھر بجلی کی طرح اس طرح وہ وسیع مضمون میرے سامنے آگیا۔ کہ اس کی وجہ سے نہ صرف وہ آیت بلکہ سورۃ کی سورۃ ہی حل ہوگئی۔ اور اس کی ترتیب جو میں پہلے سمجھتا تھا۔ اس کے علاوہ ایک ایسی ترتیب مجھ پر کھول دی گئی کہ مجھے یوں معلوم ہونے لگا۔ کہ اس سورۃ میں ہر آیت اس طرح پروئی ہوئی ہے جس طرح ہار کے موتی پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور کوئی آیت اس سورۃ میں ایسی نہ رہی جس کے متعلق یہ شبہ ہوسکے کہ اس کا پہلی آیتوں یا بعد کی آیتوں سے کیا تعلق ہے۔ وہ سورۃ جس کی طرف میرا ذہن منتقل کیا گیا

سورۂ نور

ہے۔ اور وہ آیت جس کے متعلق مجھے بتایا گیا۔ کہ اس میں الوہیت نبوت اور خلافت کے تعلقات پر بحث کی گئی ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔

قرآن کریم کی تفہیم کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ میرے ساتھ کئی دفعہ ہوا ہے۔ کہ ایک سیکنڈ میں بعض دفعہ ایک وسیع مضمون القاء کیا جاتا ہے۔ اور الہام کے طور پر وہ میرے دل پر ایک نکتہ کی شکل میں نازل کیا جاتا ہے۔ پھر وہ نکتہ نازل ہوکر یوں پھیل جاتا ہے۔ کہ اس کی وجہ سے بیسیوں مطالب میرے دل پر حاوی ہوجاتے ہیں۔ اسیطرح اس دن میرے ساتھ ہوا پہلے بھی اپنی بعض تقریروں میں میں ایسے نکات بیان کرچکا ہوں۔ مثلاً الم نشرح لک صدرک کی تفسیر اور اس کے مطالب ایک سیکنڈ کے اندر میرے دل پر نازل ہوئے تھے۔ اور میں نے کسی جلسہ سالانہ کے موقع پر انہیں بیان کردیا تھا۔ اسی طرح اور کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ اس دن بھی نماز میں معاً مجھے القاء کیا گیا۔ کہ وہ آیت اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔ اور اسکے ساتھ ایسے عظیم الشان مطالب کھولے گئے جو پہلے میرے وہم اور گمان میں بھی نہیں تھے۔ اگرچہ اس سارے مفہوم کو سمجھنے کیلئے اس ساری سورۃ کو ہی سمجھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ساری سورۃ کے مطالب کو آپس میں اسطرح جوڑ دیا گیا ہے۔ کہ ایک بات کی تکمیل دوسری بات کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ مگر چونکہ خطبہ میں اتنی لمبی تشریح نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے میں صرف اس آیت کو لے لیتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں کہ یہ مضمون کس عمدگی کے ساتھ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۙ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ ۙ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ لِیَجْزِیَہُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَیَزِیْدَہُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ؕ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (پ ۱۸ سورہ نور ع ۵) یہ آیتیں سورہ نور کی ہیں اور مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خلافت نبوت اور اللہ تعالیٰ کا تعلق بیان کیا ہے۔ اور یہ بات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت کرونگا۔ کہ وہ شخص جو قرآن کریم کو بے ترتیب بے ربط اور بے جوڑ کتاب نہ کہتا ہو۔ وہ اس بات پر مجبور ہوگا۔ کہ اس مضمون کو مانے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ کیونکہ اس مضمون سے ان تمام آیات بلکہ تمام سورۃ کا آپس میں ایسا ربط قائم ہوجاتا ہے۔ کہ اس کے بغیر ان آیات کے کوئی معنے ہی نہیں بنتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ میں اس مضمون کو خطبہ کی وجہ سے اختصار کے ساتھ ہی بیان کروں گا۔ اور چونکہ ان دنوں

خلافت کا مسئلہ

خصوصیت سے زیر بحث ہے۔ اس لئے ان آیات کی تشریح سے خلافت کا مسئلہ بھی آسانی سے سمجھ میں آ جائے گا:۔

اللہ تعالےٰ ان آیات میں یہ بیان فرماتا ہے۔ کہ

اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے

مَثَلُ نُوْرِہٖ اور اس کے نور کی مثال کَمِشْکٰوۃٍ ایک طاقچے کی سی ہے۔ مشکوٰۃ اس طاقچے کو کہتے ہیں۔ جو دیوار میں بنا ہوا ہو۔ اور جس کے دوسری طرف سوراخ نہ ہو۔ دیوار میں دو طرح کے طاق بنائے جاتے ہیں۔ ایک کھڑکی کی طرح کا ہوتا ہے۔ یعنے اس کے آر پار سوراخ ہوتا ہے۔ کیونکہ کھڑکی کی غرض باہر دیکھنا ہوتی ہے۔ یا مثلاً روشندان رکھنے کے لئے طاقچہ کی طرح خلا رکھا جاتا ہے۔ اس کے بھی آر پار سوراخ ہوتا ہے۔ کیونکہ روشندان سے یہ غرض ہوتی ہے کہ ہوا اور روشنی کی آمد و رفت رہے مگر پرانی عمارتوں خصوصاً مساجد میں اس قسم کے طاقچے بنائے جایا کرتے تھے۔ جن میں چراغ یا قرآن شریف رکھے جاتے تھے۔ اور جن کے دوسری طرف سوراخ نہیں ہوتا تھا۔ اس مسجد میں بھی بعض طاقچے بنے ہوئے ہیں بعض تو بڑے بڑے ہیں۔ جو قرآن شریف رکھنے کے لئے ہیں۔ اور ایک دو چھوٹے طاقچے ہیں۔ جو لیمپ رکھنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ میں نے شاہی عمارتوں میں بھی دیکھا ہے۔ کہ ان میں چھوٹے چھوٹے طاقچے بنے ہوئے ہیں۔ جو دراصل دیا رکھنے کے لئے بنائے جایا کرتے تھے۔ تو مشکوٰۃ اس طاقچہ کو کہتے ہیں جس کے دوسری طرف سوراخ نہیں ہوتا۔ اور وہ لیمپ رکھنے کے کام آتا ہے۔ تو فرماتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے نور کی مثال

کیا ہے۔ کَمِشْکٰوۃٍ۔ اس کے نور کی مثال ایک طاقچے کی سی ہے۔ فِیْھَا مِصْبَاحٌ۔ جس میں ایک بتی رکھی ہوئی ہو اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ۔ اور وہ بتی ایک شیشہ یا چمنی میں ہو۔ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ اور وہ چمنی یا گلوب ایسے اعلےٰ درجہ کے شیشے کا [illegible] گویا وہ ایک ستارہ ہے۔ جو چمک رہا ہے۔ اس کے بعد یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ میں اس کی تفصیل بتائی ہے مگر ابھی میں اس کی تفصیل کی طرف نہیں جاتا۔ اور جو مضمون کا اصل حصہ ہے وہ میں بیان کرتا ہوں (اس موقعہ پر حضورؑ نے دریافت فرمایا۔ کہ کیا کسی دوست کے پاس ٹارچ ہے۔ مگر ٹارچ نہ ملی۔ اس کے بعد فرمایا)

ان آیات میں درحقیقت اللہ تعالےٰ کے نور کو

تین چیزوں میں محصور

قرار دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کمالِ نور ہمیشہ تین ذرائع سے ہوتا ہے۔ ایک مشکوٰۃ سے ایک مصباح سے اور ایک زجاجہ سے یہ مثال ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے دی۔ اور بتایا۔ کہ ہمارا نور جو دنیا میں کامل طور پر ظاہر ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ ایک طاقچہ میں ایک بتی ہو اور بتی پر گلوب یا چمنی ہو اور وہ گلوب اتنا روشن ہو۔ کہ گویا وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ ہمارے ملک میں چونکہ عام طور پر اس قسم کے لیمپوں کا رواج نہیں۔ اس لئے میں نے چاہا تھا۔ کہ ٹارچ کے ذریعہ آپ لوگوں کو یہ مضمون سمجھاؤں۔ کیونکہ ٹارچ میں یہ تینوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ قرآن مجید باوجودیکہ ایسے زمانہ میں نازل ہوا۔ جبکہ سائنس ابھی کمال کو نہیں پہنچی تھی۔ اور ایسے ملک میں نازل ہوا۔ جہاں کے لوگ بدو سمجھے جاتے تھے۔ اور تہذیب و تمدن سے ناآشنا تھے اور ایسے انسان پر نازل ہوا جو امّی تھا۔ پھر بھی روشنی کے کمال کو جس عجیب طرز سے ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی بیسویں صدی کا انجنیئر

روشنی کی حقیقت

بیان کر رہا ہے۔ مشکوٰۃ جس طرح اس طاقچے کو کہتے ہیں۔ جو دیوار میں بنایا جاتا ہے۔ اور جس کے دوسری طرف سوراخ نہیں ہوتا۔ اسی طرح مصباح اس شعلہ کو کہتے ہیں۔ جو بتی میں سے نکلتا ہے یا لیمپ کی وہ تاریں [illegible] بجلی کی روشنی پیدا ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ روشن ہوں۔ مصباح کے معنے دراصل صبح کر دینے کا آلہ کے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ہر وہ چیز جس سے روشنی ہوتی ہو۔ اسے مصباح کہا جاتا ہے۔ اور وہ چونکہ بتی کا گل ہی ہوتا ہے۔ یا بجلی کی وہ تاریں ہوتی ہیں۔ جو لیمپ کے اندر ہوتی ہیں۔ اور چمکتی ہیں۔ اس لئے عربی زبان میں انہیں مصباح کہتے ہیں گویا وہ شعلہ جو آگ لگنے کے بعد بتی میں سے نکلتا ہے۔ یا بجلی کی وہ تار جہاں بجلی پہونچتی ہے۔ تو وہ یکدم روشن ہو جاتا ہے۔ وہ مصباح ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اس کے نور کی مثال ایک طاقچہ کی سی ہے جس میں ایک بتی جل رہی ہو۔ اور پھر وہ بتی ایک زجاجہ میں ہو۔ اب تو قادیان میں بجلی آ گئی ہے۔ اور لوگوں کا ایک حصہ بجلی جلاتا ہے۔ لیکن پھر بھی اکثر گھروں میں ابھی بجلی نہیں لگی۔ اور وہ لیمپ جلاتے ہیں۔ اور جن کے ہاں بجلی لگی ہوئی ہے۔ ان کی بجلی کی رو بھی جس دن فیل ہو جائے۔ اس دن انہیں لیمپ جلانے پڑتے ہیں۔ یا انہیں قادیان سے جب باہر جانا پڑے۔ تو لیمپ دیکھنے اور جلانے کا انہیں اکثر موقعہ ملتا رہتا ہے۔ بہرحال یہ بات ہر شخص جانتا ہے۔ کہ ہری کین روشن کرنے کے لئے جب کوئی شخص دیاسلائی جلاتا اور بتی کو لگاتا ہے۔ تو اس وقت بتی کی روشنی کی کیا حالت ہوتی ہے، ایک زرد سا شعلہ بتی میں سے نکل رہا ہوتا ہے۔ اور اس کا دھواں اُٹھ اُٹھ کر

کمرہ میں پھیل رہا ہوتا ہے۔ نازک مزاج اشخاص کے دماغ میں وہ دھواں چڑھتا ہے۔ تو انہیں چھینکیں آنے لگ جاتی ہیں بعض کو نزلہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جونہی بتی میں سے دھواں نکلتا اور کمرے میں پھیلنے لگتا ہے انسان جلدی سے چمنی پر ہاتھ مارتا اور ہری کین کا ہینڈل دبا کر اسے بتی پر چڑھا دیتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اسی وقت دھواں [illegible] شعلہ کا رنگ ہی بدل جاتا ہے۔ اور اس کی پہلی روشنی سے بعض دفعہ دس گنے بعض دفعہ تیس گنے بعض دفعہ پچاس گنے بعض دفعہ سو گنے اور بعض دفعہ دو سو گنے تیز روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور تمام کمرہ روشن ہو جاتا ہے۔ پھر زائد بات اس چمنی یا گلوب سے یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ بتی بجھتی نہیں۔ تیز بارشوں کے ایام میں رات کے وقت لوگ ہری کین لے کر باہر چلے جاتے ہیں۔ آندھی آ رہی ہوتی ہے۔ طوفان اُٹھ رہا ہوتا ہے۔ چھتیں ہل رہی ہوتی ہیں۔ عمارتیں کانپ رہی ہوتی ہیں۔ بیر لڑکھڑا رہے ہوتے ہیں۔ مگر وہ روشنی جو انسان ہاتھ میں اٹھائے ہوتا ہے۔ نہیں بجھتی۔ کیونکہ اس کی چمنی اس کے ماحول کو محفوظ کر دیتی ہے۔ تو چمنی نہ صرف اس کی روشنی کو کئی گنا زیادہ کر دیتی ہے بلکہ اسے بجھنے سے بھی محفوظ کر دیتی ہے۔ مگر بعض لیمپ ہری کین سے بھی زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ اور جو بڑے بڑے لیمپ کمروں کو روشن کرنے کے لئے جلائے جاتے ہیں۔ ان کو دیکھو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ان کی

روشنی تیز کرنے کیلئے

ان کے پیچھے ایک اس قسم کی چیز لگا دی جاتی ہے۔ جو روشنی کو آگے کی طرف پھینکتی ہے۔ پرانے زمانوں میں لوگ اس غرض کے لئے لیمپ کو طاقچہ میں رکھ دیا کرتے تھے۔ اور اس زمانہ میں اس کی ایک مثال ٹارچ ہے۔ ٹارچ پیچھے سے لمبی چلی آتی ہے۔ اور اس کے آگے شیشہ اس پر ایک نسبتاً بڑا خول چڑھا دیتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو بلب کے تیں طرف دائرہ کی شکل میں پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ جس سے غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ روشنی کو آگے کی طرف پھیلا دے۔ اگر اس خول کو اتار لیا جائے۔ تو ٹارچ کی روشنی دس پندرہ گز تک رہ جاتی ہے۔ لیکن اس خول کے ساتھ وہی روشنی بعض دفعہ پانچ سو گز۔ بعض دفعہ ہزار گز اور بعض دفعہ دو دو ہزار گز تک [illegible] یہ روشنی کو دور پھینکنے والا جو خول ہوتا ہے [illegible] انگریزی میں ری فلیکٹر کہتے ہیں [illegible] ری فلیکٹر کی وجہ سے [illegible] ٹارچ کی روشنی بعض دفعہ ہزار گز اور بعض دفعہ دو دو ہزار گز تک چلی جاتی ہے۔ اور بڑی بڑی طاقت کے لیمپ تو ری فلیکٹر کی وجہ سے بہت دُور دور تک روشنی پہونچا دیتے ہیں۔ ہمارے منارۃ المسیح پر جب روشنی کرنے کا سوال پیدا ہوا۔ اور اس پر بحث ہوئی کہ لیمپ کیسے لگائے جائیں تو ری فلیکٹر لگوانے کا سوال زیر بحث آیا۔ اور ماہرین فن نے بتایا کہ پانچ سو طاقت کی اگر بتی لگائی جائی۔ اور اس پر اعلےٰ درجہ کا ری فلیکٹر لگا دیا جائے۔ تو اس سے کئی گنے طاقت تک کی روشنی پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر چونکہ ری فلیکٹر بہت گراں آتے تھے۔ غالباً اسی لئے پھر وہ منگوائے نہیں گئے۔ تو پوری روشنی چمنی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اور پھر اس روشنی کو دُور پھینکنے کے لئے اس کے پیچھے ایک ایسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اُسے تین جہت سے روک کر سامنے کی طرف لے جائے۔ اس طرح روشنی مکمل ہو جاتی ہے۔ اور لوگ اس سے پُوری طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ ان آیات میں یہ بیان فرماتا ہے کہ یہ تین چیزیں ہیں۔ جن سے نور مکمل ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک تو شعلہ ہے جو اصل آگ ہے اور جس کے بغیر کوئی نور ہو ہی نہیں سکتا

روحانی دنیا میں وہ شعلہ اللہ تعالےٰ کا نورؔ ہے۔ اور چمنی جس سے وُہ نور روشن ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے انبیاء ہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے

دنیا کے ہر ذرہ سے خدا تعالیٰ کا نور

ظاہر ہے۔ مگر وہ نور لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ ہاں جب خدا کا نبی آتا۔ اور اسے اپنے ہاتھ میں لے کر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تب ہر شخص کو وہ نور نظر آ[illegible] اسی طرح جس طرح بتی جب جلائی جائے تو ہوا کا ذرا سا جھونکا بھی اُسے بجھا دیتا ہے۔ اس میں سے دھواں نکل رہا ہوتا ہے۔ مگر جونہی اس پر شیشہ رکھا جاتا ہے۔ اندھیرا سب دور ہو جاتا ہے۔ تاریکی سب مٹ جاتی ہے۔ اور وہی نور آنکھوں کے کام آنے لگ جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اصل چیز شیشہ ہے اصل چیز تو وُہ نور ہی ہے۔ جو بتی میں سے نکل رہا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ وہ نور دھوئیں کی شکل میں ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے لوگ اس سے اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جب تک اس پر شیشہ نہیں چڑھایا جاتا۔ ہاں جب شیشہ چڑھ جاتا ہے تو وہی نور جو پہلے ضائع ہو رہا ہوتا ہے ضائع ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ پھر چمنی سے مل کر پہلے نور سے بیس گنے سو گنے دو سو گنے ہزار گنے بلکہ دو ہزار گنے زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔ یہ شیشے اور گلوب دراصل انبیاء کے وجود ہوتے ہیں۔ جو خدا کے اس نور کو جو قدرت میں ہر جگہ پایا جاتا ہے لیتے ہیں۔ اور اپنے گلوب اور چمنی کے نیچے رکھ کر اس کا ہر حصہ انسانوں کے استعمال کے قابل بنا دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ساری دنیا اس نور کو دیکھنے لگ جاتی ہے۔ اس کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور وہ اس سے فائدہ حاصل کرنے لگ جاتی ہے اس مضمون کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بھی بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت

موسےٰ کے ذکر میں فرماتا ہے۔ کہ حضرت موسےٰ نے اللہ تعالےٰ کے نور کو آگ کی شکل میں دیکھا وہ فرماتے ہیں اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ دوسرے لوگ اس آگ کو نہیں دیکھ رہے تھے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ نبی [illegible]

سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ظہور

اس دنیا میں بطور نار کے ہوتا ہے۔ یعنے کوئی تیز نظر والا ہی اسے دیکھتا ہے۔ اس کی روشنی تیز نہیں ہوتی۔ لیکن جب وُہ نبی میں ظاہر ہوتا ہے تو پھر وہ نور ہو جاتا ہے۔ یعنی لیمپ کی طرح اس کی روشنی تیز ہو جاتی ہے۔ نبوت میں یہ نور آ کر مکمل تو ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا زمانہ پھر بھی محدود رہتا ہے۔ کیونکہ نبی بھی موت کا شکار ہوتے ہیں۔ پس اس روشنی کو دور تک پہونچانے کے لئے اور زیادہ دیر تک قائم رکھنے کے لئے ضروری تھا کہ کوئی اَور تدبیر کی جاتی۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے ایک ری فلیکٹر ایجاد کیا۔ جس کا نام

خلافت

رکھا۔ نبی کی روشنی اس ری فلیکٹر کے ذریعہ سے دور تک پہونچا دی جاتی ہے۔ پرانے زمانہ کے طریق کے مطابق اس کا نام طاق رکھا گیا۔ جو تین طرف سے روشنی کو روک کر صرف اس جہت میں ڈالتا ہے۔ جدھر اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح خلیفہ نبی کی قوت قدسیہ کو جو اس کی جماعت میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتا ہے اور جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں۔ اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں۔ کیونکہ طاقت کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوتا۔ اگر خلافت نہ ہوتی۔ تو بعض کاموں پر زیادہ طاقت خرچ ہو جاتی۔ اور بعض کام

توجہ کے بغیر رہ جاتے۔ اور تفرقہ اور شقاق کی وجہ سے کسی نظام کے ماتحت جماعت کا روپیہ اور اس کا علم اور اس کا وقت خرچ نہ ہوتا۔ غرض خلافت کے ذریعہ سے الٰہی نور کو جو نبوت کے ذریعہ سے دنیا کے لحاظ سے مکمل ہوا تھا ممتد اور لمبا کر دیا جاتا ہے چنانچہ

محمدی نور

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ ابوبکرؓ کی خلافت کے طاقچہ کے ذریعہ اس کی مدت کو تین سال اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد وہی نور خلافت عمر کے طاق کے اندر رکھ دیا گیا۔ اور ساتھ سال اس کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد وہی نور عثمانی طاقچہ میں رکھ دیا گیا۔ اور تیرہ سال اس کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد وہی نور علوی طاقچے میں رکھ دیا گیا۔ اور وُہ چھ سال اور اس نور کو لے گیا۔ گویا

پچیس تیس سال محمدی نور خلافت کے ذریعہ لمبا ہو گیا

جیسے ٹارچوں کے اندر ری فلیکٹر ہوتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ بلب کی روشنی دور دور تک پھیل جاتی ہے۔ یا چھوٹے چھوٹے ری فلیکٹر بعض دفعہ تھوڑا سا خم دے کر بنائے جاتے ہیں۔ جیسے دیوار گیروں کے پیچھے ایک ٹین لگا ہوا ہوتا ہے۔ جو دیوار گیر کا ری فلیکٹر کہلاتا ہے۔ اور گو اس کے ذریعہ روشنی اتنی تیز نہیں ہوتی جتنی ٹارچ کے ری فلیکٹر کے ذریعہ تیز ہوتی ہے مگر پھر بھی دیوار گیر کی روشنی اس ری فلیکٹر کی وجہ سے پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہے۔ چھ چھ آنے کے جو دیوار گیر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہ ری فلیکٹر لگا ہوا ہوتا ہے۔ اور اسکے ذریعہ دیوار گیر کی روشنی زیادہ دور تک جاتی ہے۔ اسی طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت وہ ری فلیکٹر ہے

جو نبوت اور الوہیت کے نور کو لمبا کر دیتا اور اُسے دُور دُور تک پھیلا دیتا ہے۔ پس مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے خلافت نبوت اور الوہیت کا ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہمارے نور کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بتی کا شعلہ۔ وہ ایک نور ہے جو دنیا کے ہر ذرہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر جب تک وہ نبوت کے شیشہ میں نہ آئے۔ لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جیسے نیچر پر غور کرکے اللہ تعالےٰ کی ہستی معلوم کرنے کا شوق رکھنے والے ہمیشہ ٹھوکر کھاتے اور نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (آل عمران ع ۲۰) بالکل درست ہے۔ اور زمین و آسمان میں اللہ تعالےٰ کی بہت سی آیات پائی جاتی ہیں۔ مگر یہی خلق السموات والارض یورپ کے فلاسفروں کو دہریہ بنا رہی ہے۔ گویا خلق السموات والارض میں اللہ تعالےٰ کا جو نور ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بتی کا شعلہ یہ شعلہ جب نکلتا ہے۔ تو اس کے ساتھ دھواں بھی اٹھتا ہے جو بعض دفعہ نزلہ پیدا کر دیتا اور آنکھوں کو خراب کرتا ہے۔ وہ دھواں تب ہی دور ہوتا ہے جب اسپر چمنی یا گلوب رکھکر اسے روشنی کی صورت میں تبدیل کر دیا جائے۔ اگر اس کے بغیر کوئی اس شعلہ سے نور کا کام لینا چاہے تو اسے ضرور کچھ نور ملے گا اور کچھ دھواں جو اس کی آنکھوں اور ناک کو تکلیف دیگا۔ چنانچہ اسی وجہ سے جو شخص نیچر پر غور کرکے خدا تعالےٰ کو پانا چاہتا ہے تو وہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔ اور بعض دفعہ بجائے خدا تعالےٰ کو پانے کے دہریہ ہی ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص خدا تعالےٰ کے وجود کو نبوت کی چمنی کی مدد سے دیکھنا چاہتا ہے اس کی آنکھیں اور اس کا ناک دھوئیں کے ضرر سے بالکل محفوظ رہتے ہیں اور وہ

ایک نہایت لطیف اور خوش کن روشنی

پاتا ہے۔ جو سب کثافتوں سے پاک ہوتی ہے۔

غرض کائنات عالم پر غور کرکے خدا تعالےٰ کے وجود کو پانیوالوں کیلئے خدا تعالےٰ نے کچھ ابتلا رکھے ہیں۔ کچھ شکوک رکھے ہیں۔ کچھ شبہات رکھے ہیں۔ تا وہ مجبور ہو کر نبوت کی چمنی اس نور پر رکھیں۔ چنانچہ جب بھی الہٰی نور پر نبوت کی چمنی رکھی جائے اس نور کی حالت یکدم بدل جاتی ہے۔ اور یا تو وہ بو دینے والا دھواں نظر آ رہا تھا اور یا یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نور ہی نور ہے اور اس میں دھوئیں کا نشان تک نہیں۔ پھر جب اس روشنی کو اٹھا کر ہم طاقچہ میں رکھ دیتے ہیں تو پہلے سے بہت دُور دُور اس کی روشنی پھیل جاتی ہے۔

غرض یہ آیت ہے جو مجھے بتائی گئی اور مجھے سمجھایا گیا۔ کہ اس میں الوہیت نبوت اور خلافت کا جوڑ بتایا گیا ہے اگر کوئی کہے کہ آخر خلافت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

خلافت کا ختم ہونا یا نہ ہونا

تو انسانوں کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ پاک رہیں اور خلافت کی بے قدری نہ کریں تو یہ طاقچہ سینکڑوں ہزاروں سال تک قائم رہ کر ان کی طاقت کو بڑھانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ خود ہی اس انعام کو رد کر دیں۔ تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ والی آیت کا مضمون مختصراً بتانے کے بعد میں اب یہ بتاتا ہوں کہ کس طرح یہ

تمام سورۃ اسی ایک مضمون کے ذکر سے بھری ہوئی ہے

اور اس کی کوئی آیت ایسی نہیں جس میں اسی مضمون کے مختلف پہلوؤں کو بیان نہ کیا گیا ہو۔

اس سورہ نور کو اللہ تعالےٰ نے بدکاری اور بدکاری کے الزامات لگانے والوں کے ذکر سے شروع کیا ہے۔ اور اس کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام لگا تھا۔ اس کا ذکر کرتا ہے پھر اور بہت سی باتیں اسی کے ساتھ تعلق رکھنے والی بیان کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ انہیں ایسے مواقع پر کن کن باتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ پھر وہ ذرائع بیان کرتا ہے جن پر عمل کرنے سے بدکاری دنیا سے مٹ سکتی ہے۔ یہ تمام مضامین اللہ تعالےٰ نے پہلے دوسرے اور تیسرے رکوع میں بیان کئے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو۔ پہلا رکوع ان آیات سے شروع ہوتا ہے سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ یہ مضمون چلتا چلا جاتا ہے۔ پھر آگے فرماتا ہے:۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یہاں

زنا کا الزام لگانے والوں کا ذکر

اور ان کی سزا کا بیان ہے۔ پھر فرماتا ہے اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اس کے بعد وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ میں ان لوگوں کا ذکر کیا جو اپنی بیویوں پر بدکاری کا الزام لگاتے ہیں۔ پھر اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ کہکر مخصوص طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانے والوں کا ذکر کرتا ہے۔ پھر الزام لگانے کے نقائص بیان کرتا اور فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یہاں دو رکوع سورہ نور کے ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی مضمون کو اگلے رکوع میں بھی جاری رکھتا اور فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔ پھر اس شبہ کا ازالہ کرتا ہے۔ کہ شائد صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانا کوئی اہمیت رکھتا ہے عام الزام ایسے خطرناک نہیں ہوتے اور فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اس کے بعد چوتھا رکوع شروع ہوتا ہے۔ اور پھر اسی سلسلہ میں مختلف ہدایات دی گئی ہیں۔ کہ ان

الزامات کے مراکز کو کس طرح روکنا چاہیئے

چنانچہ فرماتا ہے:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا (اس موقعہ پر ایک دوست محمود احمد صاحب مالک محمود الیکٹرک سٹور قادیان نے ٹارچ لاکر حضور کی خدمت میں پیش کر دی اس پر حضور نے ہاتھ سے بتایا کہ اس ٹارچ کے اندر جو بلب ہے اس کی باریک تاریں مصباح ہیں۔ اور وہ گول شیشہ جس میں بلب رکھا جاتا ہے۔ وہ زجاجہ ہے۔ اور اس کا بیرونی دائرہ طاقچہ یا ری فلیکٹر ہے جو روشنی کو لمبا کرکے آگے کی طرف پھینکتا ہے۔ گویا تیرہ سو سال ترقی کرنے کے باوجود سائنس روشنی کے متعلق اسی مقام پر آکر ٹھہری ہے۔ جو قرآن کریم نے بتایا تھا اُس سے آگے نہیں بڑھی) پھر اسی رکوع میں اللہ تعالےٰ بدی سے محفوظ رہنے کے ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ پھر شادیوں کا ذکر کرتا ہے۔ اور اس پر چوتھا رکوع ختم ہو جاتا ہے۔ گویا پہلے رکوع سے لیکر چوتھے رکوع تک سب میں ایک ہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ کسی جگہ الزام لگانے والوں کے متعلق سزا کا ذکر ہے کسی جگہ الزامات کی تحقیق کے طریق کا ذکر ہے۔ کسی جگہ شرعی ثبوت لانے کا ذکر ہے کسی جگہ ایسے الزامات لگنے کی وجوہ کا ذکر ہے کسی جگہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان دروازوں کا ذکر ہے۔ جن سے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ غرض تمام آیتوں میں ایک ہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ مگر اس کے مابعد فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اب انسان حیران رہ جاتا ہے۔ کہ اس کا پہلے رکوعوں سے کیا تعلق ہے ایک ایسا معترض جو یہ خیال کرتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں کوئی ترتیب نہیں وہ بے ربط کلام ہے۔ اس کی آیتیں اسی طرح متفرق مضامین پر مشتمل ہیں جس طرح دانے زمین پر گرائے جائیں۔ تو کوئی کسی جگہ جا پڑتا ہے۔ اور کوئی کسی جگہ۔ وہ تو کہہ دے گا۔ اس میں کیا حرج ہے۔ پہلے وہ مضمون بیان کیا گیا تھا۔ اور اب یہ مضمون شروع کر دیا گیا ہے۔ مگر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے واقف ہے۔ جو جانتا ہے۔ کہ

قرآن کریم کا ہر لفظ ایک ترتیب رکھتا ہے۔

وہ یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ کہ پہلے تو بدکاری کے الزامات اور ان کو دور کرنے کا ذکر تھا۔ اور اس کے معًا بعد یہ ذکر شروع کر دیا گیا ہے۔ کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ان دونوں کا آپس میں جوڑ کیا ہوا۔ پھر انسان اور زیادہ حیران ہو جاتا ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ پانچویں رکوع میں تو یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اس سے دو رکوع بعد یعنی ساتویں رکوع میں اللہ تعالےٰ یہ ذکر شروع کر دیتا ہے۔ کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کہ اللہ تعالےٰ تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے۔ یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ انہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

کیا یہ عجیب بات نہیں

کہ پہلے زنا کے الزامات کا ذکر ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگنے کا بیان ہے۔ پھر ان الزامات کے ازالہ کے طریقوں کا ذکر ہے۔ پھر اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا ذکر آ گیا۔ اور پھر کہہ دیا کہ میرا یہ وعدہ ہے۔ کہ جو مومن ہوں گے۔ انہیں میں اس امت میں اسی طرح خلیفہ بناؤں گا۔ جس طرح پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے دین کو دنیا میں قائم کروں گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دونگا وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو شخص ان خلفاء کا منکر ہوگا۔ وہ فاسق ہوگا۔ پس لازمًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ پہلے زنا کے الزامات کا ذکر کیا۔ پھر اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا ذکر کیا اور پھر خلافت کا ذکر کر دیا۔ ان

تینوں باتوں کا آپس میں جوڑ

ہونا چاہیئے۔ ورنہ یہ ثابت ہوگا۔ کہ قرآن کریم نعوذ باللہ من ذالک بے جوڑ باتوں کا مجموعہ ہے۔ اور اس کے مضامین میں ایک عالم اور حکیم والا ربط اور رشتہ نہیں ہے۔ (اس جگہ ضمنی طور پر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جہاں دوسروں پر الزام لگانے والوں کا ذکر ہے۔ وہاں الزام لگانے والوں کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ کہ وہ لوگ جو بے گناہ لوگوں پر الزام لگاتے ہیں۔ اور پھر ایک موقع کے چار گواہ نہیں لاتے۔ تو فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً تم ان کو اسی کوڑے مارو۔ وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا اور تم ان کی موت تک ہمیشہ ان کو جھوٹا سمجھو۔ اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو۔

وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور یہی وہ لوگ ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے نزدیک فاسق ہیں۔ پھر اسی سورۃ میں جہاں خلفاء کا ذکر کیا۔ وہاں بھی یہی الفاظ رکھے۔ اور فرمایا۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ کہ جو شخص خلیفہ کا انکار کرے وہ فاسق ہے اب جو زنا کا الزام لگانے والوں کے متعلق خدا تعالےٰ نے الفاظ رکھے تھے۔ اور جو نام ان کا تجویز کیا تھا۔ بعینہٖ وہی نام خدا تعالےٰ نے

خلافت کے منکرین

کا رکھا اور قریبًا اسی قسم کے الفاظ اس جگہ استعمال کئے وہاں بھی یہ فرمایا تھا۔ کہ جو لوگ بدکاری کا الزام لگاتے اور پھر چار گواہ ایک موقع کے نہیں لاتے۔ انہیں اسی کوڑے مارو۔ انہیں ساری عمر جھوٹا سمجھو اور سمجھ لو کہ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ یہی لوگ فاسق ہیں۔ اور یہاں بھی یہ فرمایا۔ کہ جو شخص خلفاء کا انکار کرتا ہے۔ سمجھ لو کہ وہ فاسق ہے تو نام دونوں جگہ ایک ہی رکھا ہے۔)

اب میں پھر اصلی مضمون کی طرف لوٹتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ جو شخص قرآن کریم کو ایک حکیم کی کتاب سمجھتا ہے۔ اور اس کے اعلیٰ درجہ کے باربط اور ہم رشتہ مضمونوں کے کمالات کے دیکھنے کا جسے ذرا بھی موقعہ ملا ہے۔ وہ اس موقعہ پر سخت حیران ہوتا ہے۔ کہ کس طرح پہلے بدکاری اور بدکاری کے جھوٹے الزامات لگانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر یک دم اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہہ دیا گیا۔ اور پھر خلافت کا ذکر شروع کر دیا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان تینوں مضمونوں میں ضرور کوئی اعلیٰ درجہ کا جوڑ اور تعلق ہے اور یہ تینوں مضمون آپس میں مربوط اور ہم رشتہ ہیں۔ اس مشکل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مضمون پر غور کرو جو میں

نے اوپر بتایا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی آیت میں الوہیت اور نبوت اور خلافت کے تعلق کو بتایا گیا ہے اس مضمون کو ذہن میں رکھ کر آخری دو مضمونوں کا تعلق بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ والی آیت میں خلافت کا اصولی ذکر تھا۔ اور بتایا گیا تھا۔ کہ

خلافت کا وجود بھی نبوت کی طرح ضروری ہے

کیونکہ اس کے ذریعہ سے جلال الٰہی کے ظہور کے زمانہ کو ممتد کیا جاتا ہے اور الٰہی نور کو ایک لمبے عرصہ تک دنیا کے فائدہ کے لئے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ اس مضمون کے معلوم ہونے پر طبعًا قرآن کریم پڑھنے والوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ خدا کرے ایسی نعمت ہم کو بھی ملے۔ سو وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ کی آیات میں اس خواہش کے پورا کرنے کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرما دیا۔ اور بتایا۔ کہ یہ نعمت تم کو بھی اسی طرح ملے گی جس طرح پہلے انبیاء کی جماعتوں کو ملی تھی۔

غرض میرے بیان کردہ معنوں کے رو سے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی آیت اور اس کی متعلقہ آیتوں کا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کی آیت اور اس کی متعلقہ آیتوں سے ایک ایسا

لطیف اور طبعی جوڑ

قائم ہو جاتا ہے۔ جو دل کو لذت اور سرور سے بھر دیتا ہے۔ اور ایمان کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔ اور قرآنی مطالب کی عظمت کا سکہ دلوں میں بٹھا دیتا ہے۔ لیکن یہ سوال پھر بھی قائم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہتا ہے۔ کہ اس مضمون کا

پہلی آیتوں سے کیا تعلق ہوا

یعنی سورۂ نور کے پانچویں رکوع کا اس کے نویں رکوع تک تو خلافت سے جوڑ ہوا۔ لیکن جو پہلے چار رکوع ہیں۔ اور جن میں بدکاری اور بدکاری کے الزامات کا ذکر آتا ہے۔ ان کا اس سے کیا تعلق ہے۔ جب تک یہ جوڑ بھی حل نہ ہو۔ اس وقت تک قرآن کریم کی ترتیب ثابت نہیں ہو سکتی۔

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ پہلے چار رکوعوں کا باقی پانچ رکوعوں سے جن میں خلافت کا ذکر آتا ہے۔ کیا تعلق ہے۔ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ

پہلے چار رکوعوں میں

بدکاری کے الزامات کا ذکر اصل مقصود ہے۔ اور ان میں خصوصاً اس الزام کا رد کرنا مقصود ہے۔ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا تھا۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام لگانے والوں نے الزام لگایا۔ تو اس کی اصل غرض کیا تھی۔ اس کا سبب یہ تو نہیں ہو سکتا۔ کہ ان لوگوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی دشمنی تھی۔ ایک گھر میں بیٹھی ہوئی عورت سے جس کا نہ سیاسیات سے تعلق ہو۔ نہ قضاء سے نہ عہدوں اور اموال کی تقسیم سے نہ لڑائیوں سے نہ مخالف اقوام پر چڑھائیوں سے نہ حکومت سے نہ اقتصادیات سے اس سے کسی نے کیا بغض رکھنا ہے غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست بغض کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ پس اس الزام کے بارہ میں دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ کہ الزام سچا ہو جس امر کو کوئی مومن ایک منٹ کیلئے بھی تسلیم نہیں کر سکتا اور اللہ تعالےٰ نے عرش سے اس گندے خیال کو رد کیا ہے۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ

حضرت عائشہ رضہ پر الزام

بعض دوسرے وجودوں کو نقصان پہنچانے کے لئے لگایا گیا ہو۔

اب ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ وہ کون کون لوگ تھے۔ جن کو بدنام کرنا منافقوں کے لئے یا ان کے سرداروں کے لئے فائدہ بخش ہو سکتا تھا۔ اور کن کن لوگوں سے اس ذریعہ سے منافق اپنی دشمنی نکال سکتے تھے۔ ایک ادنےٰ تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا کر دو شخصوں سے دشمنی نکالی جا سکتی تھی۔ ایک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اور ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔ کیونکہ ایک کی وہ بیوی تھیں اور ایک کی بیٹی تھیں۔ یہ دونوں وجود ایسے تھے۔ کہ ان کی بدنامی سیاسی یا اقتصادی لحاظ سے یا دشمنیوں کے لحاظ سے بعض لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہو سکتی تھی۔ یا بعض لوگوں کی اغراض ان کو بدنام کرنیکے ساتھ وابستہ تھیں ورنہ خود حضرت عائشہ رضہ کی بدنامی سے کسی شخص کو کوئی دلچسپی نہ ہو سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ آپ سے سوتوں کا تعلق ہو سکتا تھا۔ اور یہ خیال ہو سکتا تھا۔ کہ شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتوں نے حضرت عائشہ رضہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے گرانے اور اپنی نیک نامی چاہنے کے لئے اس معاملہ میں کوئی حصہ لیا ہو۔ مگر تاریخ شاہد ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتوں نے اس معاملہ میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ حضرت عائشہ رضہ کا اپنا بیان ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے جس بیوی کو میں اپنا

رقیب اور مدمقابل

خیال کیا کرتی تھی۔ وہ حضرت زینب رضہ تھیں۔ ان کے علاوہ اور کسی بیوی کو میں اپنا رقیب خیال نہیں کرتی تھی مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں زینب رضہ کے اس احسان کو کبھی بھول نہیں سکتی۔ کہ جب مجھ پر الزام لگایا گیا۔ تو سب سے زیادہ زور سے اگر کوئی اس الزام کا انکار کیا کرتی تھیں۔ تو وہ حضرت زینب رضہ ہی تھیں۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اگر کسی کو دشمنی ہو سکتی تھی تو وہ ان کی سوتوں کو ہو سکتی تھی۔ اور وہ اگر چاہتیں۔ تو اس میں حصہ لے سکتی تھیں۔ تا حضرت عائشہ رضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ سے گر جائیں۔ اور ان کی عزت بڑھ جائے۔ مگر تاریخ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اس معاملہ میں دخل ہی نہیں دیا۔ اور اگر کسی سے پوچھا گیا تو اس نے

حضرت عائشہ رضہ کی تعریف

ہی کی۔ چنانچہ ایک اور بیوی کے متعلق ذکر آتا ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس معاملہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو سوائے خیر کے عائشہ میں کوئی چیز نہیں دیکھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی

دشمنی نکالنے کا امکان

اگر کسی کی طرف سے ہو سکتا تھا تو ان کی سوتوں کی طرف سے مگر ان کا اس معاملہ میں کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا اسی طرح مردوں کی عورتوں سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں ہوتی پس آپ پر الزام یا رسول کریم صلے اللہ علیہ سے بغض کی وجہ سے لگایا گیا۔ یا حضرت ابوبکر سے بغض کی وجہ سے ایسا کیا گیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو مقام حاصل تھا وہ تو الزام لگانے والے کسی طرح چھین نہیں سکتے تھے انہیں جس بات کا خطرہ تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وہ اپنی

اغراض کو پورا کرنے سے محروم

نہ رہ جائیں۔ اور وہ دیکھ رہے تھے۔ کہ آپ کے بعد خلیفہ ہونے کا اگر کوئی شخص اہل ہے تو وہ ابوبکر ہی ہے پس اس خطرہ کو بھانپتے ہوئے انہوں نے حضرت عائشہ رضہ پر الزام لگا دیا۔ تا حضرت عائشہ رضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے گر جائیں۔ اور ان کے گر جانے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضہ کو مسلمانوں میں جو مقام حاصل ہے وہ بھی جاتا رہے اور مسلمان آپ سے بدظن ہو کر اس عقیدت کو ترک کر دیں۔ جو انہیں آپ سے تھی اور اس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضہ کے خلیفہ ہونے کا دروازہ بالکل بند ہو جائے۔ جس طرح حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں پیغامیوں کا گروہ مجھ پر اعتراض کرتا رہتا تھا۔ اور مجھے بدنام کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ پس یہی وجہ تھی۔ کہ خدا تعالےٰ نے حضرت عائشہ رضہ پر الزام لگنے کے واقعہ کے بعد خلافت کا بھی ذکر کیا۔ حدیثوں میں صریح طور پر آتا ہے۔ کہ صحابہ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کا مقام ہے۔ تو وہ ابوبکر کا ہی مقام ہے۔ پھر حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا یا رسول اللہ آپ میری فلاں حاجت پوری کر دیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت نہیں پھر آنا۔ وہ بدوی تھا۔ اور

تہذیب اور شائستگی کے اصول

سے ناواقف تھا۔ اس نے کہا۔ آپ آخر انسان ہیں۔ اگر میں پھر آؤں اور آپ اس وقت فوت ہو چکے ہوں

نذیر سیونگ مشین کمپنی رنگ محل لاہور
میں ہر قسم کی مشینوں کی مرمت اور سیکنڈ ہینڈ و نئی مشینوں کی خرید و فروخت کا انتظام اعلےٰ پیمانہ پر موجود ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو میں کیا کروں آپ نے فرمایا۔ اگر میں دنیا میں نہ ہوا۔ تو

ابو بکر رضؓ کے پاس چلے جانا

وہ تمہاری حاجت پوری کر دے گا۔

اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ اے عائشہ رضؓ میں چاہتا تھا کہ ابو بکر رضؓ کو اپنے بعد نامزد کر دوں مگر میں جانتا ہوں کہ اللہ اور مومن اس کے سوا اور کسی پر راضی نہ ہونگے اس لئے میں کچھ نہیں کہتا۔ غرض صحابہ یہ یقینی طور پر سمجھتے تھے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان میں اگر کسی کا درجہ ہے تو ابو بکر کا اور وہی آپ کا خلیفہ بننے کے اہل ہیں۔ مکی زندگی تو ایسی تھی کہ اس میں

حکومت اور اس کے نظام کا سوال

ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ لیکن مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد حکومت قائم ہوگئی اور طبعاً منافقوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہونے لگا۔ کیونکہ آپ کی مدینہ میں تشریف لانے کی وجہ سے ان کی کئی امیدیں باطل ہوگئی تھیں۔ چنانچہ تاریخوں سے ثابت ہے کہ مدینہ میں عربوں کے دو قبیلے تھے۔

اوس اور خزرج

اور یہ ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ اور قتل وخونریزی کا بازار گرم رہتا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس لڑائی کے نتیجہ میں ہمارے قبائل کا رعب مٹتا چلا جاتا ہے۔ تو انہوں نے آپس میں صلح کی تجویز کی اور قرار پایا۔ کہ ہم ایک دوسرے سے اتحاد کریں۔ اور کسی ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنائیں۔ چنانچہ اوس اور خزرج نے آپس میں صلح کرلی۔ اور فیصلہ ہوا کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کو

مدینہ کا بادشاہ

بنا دیا جائے۔ اس فیصلہ کے بعد انہوں نے تیاری بھی شروع کردی اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کے لئے تاج بننے کا حکم بھی دے دیا گیا۔ اتنے میں مدینہ کے کچھ حاجی مکہ سے واپس آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ آخری زمانہ کا نبی مکہ میں ظاہر ہوگیا ہے اور ہم اس کی بیعت کر آئے ہیں۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے

دعویٰ کے متعلق چہ میگوئیاں

شروع ہوگئیں۔ اور چند دنوں کے بعد بعض اور لوگوں نے بھی مکہ جاکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرلی۔ پھر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی۔ کہ آپ ہماری تربیت اور تبلیغ کے لئے کوئی معلم ہمارے ساتھ بھیجیں چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو مبلغ بنا کر بھیجا۔ اور مدینہ کے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوگئے انہی دنوں میں چونکہ مکہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بہت تکالیف پہنچائی جارہی تھیں اس لئے اہل مدینہ نے آپ سے درخواست کی۔ کہ آپ مدینہ میں تشریف لے آئیں چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے صحابہ سمیت مدینہ ہجرت کرکے آگئے۔ اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کے لئے جو تاج تیار کر دیا جارہا تھا وہ دھرا کا دھرا رہ گیا کیونکہ جب انہیں

دونوں جہانوں کا بادشاہ

مل گیا۔ تو انہیں کسی اور بادشاہ کی کیا ضرورت تھی۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول نے جب یہ دیکھا کہ اس کی بادشاہت کے تمام امکانات جاتے رہے ہیں تو اسے سخت غصہ آیا۔ اور گو وہ بظاہر مسلمانوں میں مل گیا۔ مگر ہمیشہ

اسلام میں رخنے

ڈالتا رہتا تھا۔ اور چونکہ اب وہ اور کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ اس لئے اس کے دل میں اگر کوئی خواہش پیدا ہوسکتی تھی۔ تو یہی کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوں۔ تو میں مدینہ کا بادشاہ بنوں لیکن مسلمانوں میں جونہی بادشاہت قائم ہوئی اور ایک نیا نظام انہوں نے دیکھا تو انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف سوالات کرنے شروع کر دیئے کہ اسلامی حکومت کا کیا طریق ہے آپ کے بعد اسلام کا کیا حال ہوگا اور اس بارہ میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول نے جب یہ حالت دیکھی تو اسے خوف پیدا ہونے لگا۔ کہ اب اسلامی حکومت کو ایسے رنگ میں قائم ہوگی۔ کہ اس میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ وہ ان حالات کو روکنا چاہتا تھا۔ اور اس کے لئے جب اس نے غور کیا۔ تو اسے نظر آیا۔ کہ اگر اسلامی حکومت کو اسلامی اصول پر کوئی شخص قائم کرسکتا ہے تو وہ ابو بکر ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی نظر اسی کی طرف اٹھتی ہے اور وہ اسے سب دوسروں سے معزز سمجھتے ہیں۔ پس

حدیث اور فقہ کی سستی کتابیں اردو میں

(۱) بخاری شریف کامل مکررات کو حذف کرکے بخاری شریف کی تمام احادیث کا مکمل سلیس عام فہم اردو میں ترجمہ اچھی لکھائی۔ چھپائی۔ ضخامت تقریباً پانچسو صفحے قیمت عہ مجلد پارچہ عہ چرمی پشتہ عہ محصول لاک ؎

(۲) مسلم شریف کامل مسلم شریف کی تمام احادیث کا سلیس۔ عام فہم اردو میں ترجمہ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۸۰۰ صفحے قیمت عہ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی پشتہ عہ محصول ۱۲ ؎

(۳) مشکوٰۃ شریف کامل حضرت علامہ شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب عمری کی مستند اور مقبول مشکوٰۃ المصابیح کا اردو میں مکمل ترجمہ۔ اچھی لکھائی۔ چھپائی۔ ضخامت ایک ہزار صفحات سے زائد۔ قیمت تین روپے مجلد پارچہ ؎ مجلد چرمی پشتہ ؎ محصول ۱۲ ؎

(۴) انتخاب صحاح ستہ صحاح ستہ کی ان ساڑھے سات سو احادیث کا ترجمہ مع عربی متن کے جو متفق علیہ ہیں اور جن کی ہر مسلمان کو روزمرہ ضرورت رہتی ہے اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۳۰۰ صفحے قیمت ۱۲ ؎ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی پشتہ عہ محصول ۵ ؎

(۵) اسلامی تعلیم حضرت امام اعظم رح کی تمام وکمال فقہ اردو میں اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں۔ تو اسلامی تعلیم پڑھیئے جو حدیث اور فقہ کے ایک لاکھ اوراق کا نچوڑ ہے۔ جس کو پانچسو علماء ہند پڑھ چکے ہیں اہل سنت والجماعت کے وہ تمام مسائل اسی کتاب میں ہیں۔ جن کی پیدائش سے کر وفات تک ایک مسلمان کو ضرورت رہتی ہے۔ اعلےٰ درجہ کا ولایتی فیروزی چکنا کاغذ ضخامت ۷۰۰ صفحے قیمت تین روپے مجلد پارچہ تین روپے چار آنہ مجلد پشتہ اعلیٰ ؎ محصول ۹ ؎ جو کتاب منگانی ہو اس کی قیمت معہ محصول بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمایئے۔ وی پی طلب کرنے میں ہمارا نقصان ہے۔ کئی خریدار مل کر اپنی حسب پسند منگائیں تو محصول میں بڑی بچت ہو۔

ملنے کا پتہ:۔ سید حسن انیس جنرل مینیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اس نے اپنی خیر اسی میں دیکھی کہ ان کو بدنام کر دیا جائے اور لوگوں کی نظروں سے گرا دیا جائے بلکہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے بھی گرا دیا جائے۔ اور اس بدنیتی کے پورا کرنے کا موقعہ اسے حضرت عائشہ رضؓ کے ایک جنگ میں پیچھے رہ جانے کے واقعہ سے مل گیا۔ اور اس خبیث نے آپ پر

گندہ الزام

لگا دیا۔ جو قرآن میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے اور حدیثوں میں اس کی تفصیل آتی ہے عبداللہ بن ابی بن سلول کی اس میں یہ غرض تھی کہ اس طرح حضرت ابوبکرؓ ان لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہو جائینگے۔ اور آپ کے تعلقات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی خراب ہو جائینگے اور اس نظام کے قائم ہونے میں رخنہ پڑ جائے گا جس کا قائم ہونا اسے لابدی نظر آتا تھا اور جس کے قائم ہونے سے اس کی امیدیں تباہ ہو جاتی تھیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت کے خواب صرف عبداللہ بن ابی بن سلول ہی نہیں دیکھ رہا تھا اور بعض لوگ بھی اس مرض میں مبتلا تھے۔ چنانچہ

مسیلمہ کذاب

کی نسبت بھی حدیثوں میں آتا ہے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی۔ کہ میرے ساتھ ایک لاکھ سپاہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی تمام جماعت کے ساتھ آپ کی بیعت کر لوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اسلام میں چھوٹے اور بڑے کی کوئی تمیز نہیں

اگر تم پر حق کھل گیا ہے تو تم بیعت کر لو۔ وہ کہنے لگا میں بیعت کرنے کیلئے تو تیار ہوں۔ مگر میری ایک شرط ہے آپ نے فرمایا۔ وہ کیا۔ وہ کہنے لگا میری شرط یہ ہے کہ آپ تو خیر اب عرب کے بادشاہ ہو ہی گئے ہیں۔ لیکن چونکہ میری قوم عرب کی سب سے زیادہ زبردست قوم ہے۔ پس میں اس شرط پر آپ کی بیعت کرتا ہوں کہ آپ کے بعد میں عرب کا بادشاہ ہونگا۔ آپ نے فرمایا۔ میں کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ یہ

خدا کا انعام

ہے۔ وہ جسے چاہیگا دے گا۔ اس پر وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ اور اپنی تمام قوم سمیت مخالفت پر آمادہ ہو گیا تو مسیلمہ کذاب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بادشاہت ملنے کی آرزو کی تھی۔ زندگی میں نہیں یہی حال عبداللہ بن ابی بن سلول کا تھا۔ چونکہ منافق اپنی موت کو ہمیشہ دور سمجھتا ہے۔ اور وہ دوسروں کی موت کے متعلق اندازے لگاتا رہتا ہے۔ اس لئے عبداللہ بن ابی بن سلول بھی اپنی موت کو دور سمجھتا تھا۔ اور وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مریگا۔ وہ یہ قیاس آرائیاں کرتا رہتا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوں۔ تو میں عرب کا بادشاہ بنوں گا۔ لیکن اب اس نے دیکھا کہ ابوبکرؓ کی نیکی اور تقوےٰ اور بڑائی مسلمانوں میں تسلیم کی جاتی ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے تشریف نہیں لاتے۔ تو ابوبکرؓ آپ کی جگہ نماز پڑھاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی فتوےٰ پوچھنے کا موقع نہیں ملتا۔ تو مسلمان ابوبکرؓ سے فتوے پوچھتے ہیں۔ یہ دیکھکر عبداللہ بن ابی بن سلول کو جو

آئندہ کی بادشاہت ملنے کی امید

لگائے بیٹھا تھا سخت فکر لگا اور اس نے چاہا کہ اس کا ازالہ کرے چنانچہ اسی امر کا ازالہ کرنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شہرت اور آپ کی عظمت کو مسلمانوں کی نگاہوں سے گرانے کے لئے اس نے حضرت عائشہ رضؓ پر الزام لگا دیا۔ تا حضرت عائشہ رضؓ پر الزام لگنے کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضؓ سے نفرت پیدا ہو۔ اور حضرت عائشہ رضؓ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نفرت کا یہ نتیجہ نکلے کہ ابوبکرؓ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی نگاہوں میں جو اعزاز حاصل ہے وہ کم ہو جائے۔ اور ان کے آئندہ خلیفہ بننے کا کوئی امکان نہ رہے چنانچہ اسی امر کا اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں ذکر کرتا اور فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا وہ تم لوگوں میں سے ہی مسلمان کہلانے والا ایک جتھا ہے۔ مگر فرماتا ہے۔ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ تم یہ خیال نہ کرو کہ یہ الزام کوئی برا نتیجہ پیدا کریگا

عورت سے کیوں نہیں کہتے

اگر وہ ہر مہینہ ماہواری ایام کی سخت تکلیف اٹھاتی ہے اور ایام رک رک کر یا درد کے ساتھ آتے ہیں۔ یا زیادہ یا کم آتے ہیں۔ یا ایام کے دنوں میں اس کے ناف تلوں میں کمر میں یا اور کہیں درد ہوتا ہے یا ایام ماہواری کئی برس سے بند ہیں۔ یا ایام کی بے قاعدگی کے باعث وہ غریب ہر مہینہ کئی روز تک تڑپ تڑپ کر کاٹتی ہے۔ یا ایام ماہواری کے دنوں میں سفید رطوبت بھی خارج ہوتی ہے۔ تو اس کو تم کیوں نہیں بتا دیتے۔ کہ ان تمام تکلیفوں کا نہایت سریع التاثیر اور بے حد کارگر علاج یہ ہے۔ کہ ایسی عورت صرف ایک شیشی دوا کورس استعمال کرے دوا کورس ماہواری ایام کو ایسا باندھ دیتی ہے۔ اور ایسا باقاعدہ کر دیتی ہے۔ کہ یہ دوا استعمال کرنے کے بعد عورت کو ہر مہینہ مقررہ وقت پر صحیح تعداد میں بغیر کسی درد اور تکلیف کے ماہواری ایام آنے لگتے ہیں۔ اور عورت ہر مہینہ نہایت آسانی کے ساتھ ایام حیض سے فارغ ہو جاتی ہے۔ لطف یہ کہ ایام کے زمانہ میں بھی عورت کے دل پر فرحت اور امنگ محسوس ہوتی ہے۔ دوا کورس کا یہ سو فیصدی کامیاب اثر دیکھ کر ملک کے بے شمار ڈاکٹر اور حکیم اپنے مریضوں کو اس دوا کے استعمال کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اور اب تک ہزارہا عورتوں کو یہ دوا تندرست کر چکی ہے۔ کیونکہ اس کے استعمال سے ایام ماہواری باقاعدہ بغیر تکلیف کے آنے لگتے ہیں۔ قیمت ایک شیشی کورس دو روپے آٹھ آنہ ۲؎ محصولڈاک ۸؎

منگوانے کا پتہ:۔ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی بکس نمبر ۳۴ دہلی

LADY DOCTOR ZANANA DWAKHNA. P. BOX 34 DELI

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ یہ الزام بھی تمہاری

بہتری اور ترقی کا موجب

ہو جائے گا۔ چنانچہ لو اب ہم خلافت کے متعلق اصول بھی بیان کر دیتے ہیں۔ اور تم کو یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ یہ منافق زور مار کر دیکھ لیں۔ یہ ناکام رہیں گے اور ہم خلافت کو قائم کر کے چھوڑیں گے۔ کیونکہ خلافت نبوت کا ایک جزو ہے اور

الٰہی نور کے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ

ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ۔ ان الزام لگانے والوں میں سے جیسی جیسی کسی نے کمائی کی ہے ویسا ہی عذاب اسے مل جائے گا۔ چنانچہ جو لوگ الزام لگانے کی سازش میں شامل تھے۔ انہیں اسی اسی کوڑے لگائے گئے۔ پھر فرمایا۔ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ مگر ان میں سے ایک شخص جو سب سے بڑا شرارتی ہے اور جو اس تمام فتنہ کا بانی ہے اسے ہم کوڑے نہیں لگوائیں گے بلکہ اس کو عذاب ہم خود دیں گے۔ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ وہ شخص جس نے اصل میں بات بنائی ہے (یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول) وہ عام عذاب کا مستحق نہیں خاص اور بڑے عذاب کا مستحق ہے جو عذاب ہم ہی دے سکتے ہیں۔ چنانچہ اس حکم کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے عذاب مل گیا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہی وہ ہلاک ہو گیا اور حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد خلیفہ ہو گئے۔ اس الزام کا ذکر کرنے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی اس شرارت کو بیان کرنے کے بعد کہ اس نے

خلافت میں رخنہ اندازی کرنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام

لگایا۔ اللہ تعالیٰ معاً فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ کہ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کا نور ہے مگر اس کے نور کو مکمل کرنے کا ذریعہ نبوت اور اس کے بعد اس کے دنیا میں پھیلانے اور اسے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہی ہے۔ پس ان منافقوں کی تدبیروں کی وجہ سے ہم اس عظیم الشان ذریعہ کو تباہ نہیں ہونے دیں گے۔ بلکہ اپنے نور کے دنیا میں دیر تک قائم رکھنے کے لئے اس سامان کو مہیا کریں گے۔

اس بات کا مزید ثبوت کہ اس آیت میں جس نور کا ذکر ہے وہ

نورِ خلافت

ہی ہے۔ اس سے اگلی آیتوں میں ملتا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ یہ نور کہاں ہے فرماتا ہے فِیْ بُیُوْتٍ یہ نور خلافت چند گھروں میں پایا جاتا ہے۔ نور نبوت تو صرف ایک گھر میں ہے مگر نورِ خلافت ایک گھر میں نہیں بلکہ فی بیوت چند گھروں میں ہے پھر فرماتا ہے۔ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وہ گھر ابھی چھوٹے سمجھے جاتے ہیں مگر خدا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ ان گھروں کو اونچا کرے۔ کیونکہ نبوت کے بعد خلافت اس خاندان کو بھی اونچا کر دیتی ہے۔ جس میں سے کوئی شخص منصب خلافت حاصل کرتا ہے اس آیت نے یہ بتا دیا کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کا مقصد نورِ خلافت کو بیان کرنا ہے اور یہ بتانا ہے۔ کہ

نورِ خلافت۔ نورِ نبوت اور نورِ الوہیت کے ساتھ کلی طور پر وابستہ ہے

اور اس کو مٹانا دوسرے دونوں نوروں کو مٹانا ہے پس ہم اسے مٹنے نہ دیں گے۔ اور اس نور کو ہم کئی گھروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں گے تا نورِ نبوت کا زمانہ اور اس کے ذریعہ سے نور الٰہیہ کے ظہور کا زمانہ لمبا ہو جائے۔ چنانچہ خلافت پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئی کیونکہ خدا نے یہ فیصلہ کر دیا تھا۔ کہ ان بیوت کو اونچا کرے۔ تُرْفَعَ کے لفظ نے یہ بھی بتا دیا کہ

الزام لگانے والوں کی اصل غرض

یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو نیچا کریں اور انہیں لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کریں۔ مگر خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ ان کو اونچا کرے۔ اور جب خدا انہیں عزت دینا چاہتا ہے تو پھر کسی کے الزام لگانے سے کیا بنتا ہے۔

اب دیکھو سورۂ نور کے شروع سے لے کر اس کے آخر تک کس طرح ایک ہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ پہلے اس الزام کا ذکر کیا۔ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا تھا۔ اور چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانے کی اصل غرض یہ تھی۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذلیل کیا جائے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کے جو تعلقات ہیں وہ بگڑ جائیں اور اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی نگاہ میں بھی ان کی عزت کم ہو جائے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد وہ خلیفہ نہ ہو سکیں۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول یہ بھانپ گیا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی نگاہ اگر کسی پر اٹھتی ہے۔ تو وہ ابوبکر رضی ہی ہے اور اگر ابوبکر کے ذریعہ سے خلافت قائم ہو گئی۔ تو عبداللہ بن ابی بن سلول کی بادشاہی کے خواب کبھی پورے نہ ہونگے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس الزام کے ذکر کے معاً بعد خلافت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ

خلافت بادشاہت نہیں ہے

چمبہ کا خالص سفید شہد

شہد خالص جس کو انگریزی میں Pure Honey کہتے ہیں۔ ریاست چمبہ کے اردگرد پہاڑیوں سے جو ہمالیہ کے دامن میں واقع ہیں تازہ بتازہ منگوایا جاتا ہے۔ اور بڑی حفاظت سے صاف ٹینوں میں بند کر کے ارسال کیا جاتا ہے۔ اس دفعہ قیمت میں خاص رعایت کر دی گئی ہے۔ ضرورت مند احباب منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ شہد ہر طرح سے خالص اور تسلی بخش ہوگا قیمت فی سیر صرف ایک روپیہ

مینیجر مرزا حسین بیگ احمدی ریاست چمبہ براستہ ڈلہوزی پنجاب

سلطان بلیو بلیک انک فار آل فاؤنٹین پن

سوین انک کے مقابلہ میں فاؤنٹین پن کی سیاہی قادیان میں تیار کی گئی ہے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب نے مقابلۃً پن میں سیاہی استعمال کر کے تصدیق کی ہے۔ چنانچہ پہلے نیلا لکھتی ہے پھر سیاہ اور پختہ ہو جاتی ہے (۲) دوسرے دن پانی سے نہیں دھلتی۔ (۳) ٹیوب کو خراب نہیں کرتی۔ (۴) ٹیوب میں جمتی نہیں (۵) روانگی سوین سے زیادہ ہے (۶) رنگت سوین کے برابر ہے قیمت فی شیشی ۳ر کمیشن ۳۳ فی صدی۔

اے رحیم اینڈ برادرز قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ تو نورِ الٰہی کے قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے اس کا قیام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اس کا ضائع ہونا تو نورِ نبوت اور نورِ الوہیت کا ضائع ہونا ہے پس وہ اس نور کو ضرور قائم کرے گا اور نبوت کے بعد بادشاہت ہرگز قائم نہیں ہونے دے گا۔ اور جسے چاہے گا خلیفہ بنائے گا بلکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ مسلمانوں سے ایک نہیں متعدد لوگوں کو خلافت پر قائم کرکے نور کے زمانہ کو لمبا کر دے گا۔ یہ مضمون ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں

کہ جس کا جی چاہے پی لے اسی طرح فرمایا تم اگر الزام لگانا چاہتے ہو تو بے شک لگاؤ نہ تم خلافت کو مٹا سکتے ہو نہ ابوبکرؓ کو خلافت سے محروم کر سکتے ہو کیونکہ خلافت ایک نور ہے وہ

نور اللہ کے ظہور کا ایک ذریعہ

ہے۔ اس کو انسان اپنی تدبیروں سے کہاں مٹا سکتا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ اسی طرح خلافت کا یہ نور چھوٹے اور گھروں میں بھی پایا جاتا ہے اور کوئی انسان اپنی کوششوں اور اپنے مکروں سے اس نور کے ظہور کو روک نہیں سکتا۔ اب دیکھو اس تشریح کے ساتھ سورۂ نور کی تمام آیتوں کا آپس میں کس طرح ربط قائم ہو جاتا اور کس طرح پہلے چار رکوعوں کے مضمون کا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور اس کے مابعد کی آیتوں کے ساتھ ربط قائم ہو جاتا ہے۔ اور ساری سورۃ کے مطالب آئینہ کی طرح سامنے آجاتے ہیں پس

خلافت ایک الٰہی سنت ہے کوئی نہیں جو اس میں روک بن سکے

وہ خدا تعالیٰ کے نور کے قیام کا ذریعہ ہے۔ جو اس کو مٹانا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹانا چاہتا ہے۔ ہاں وہ ایک وعدہ ہے جو پورا تو ضرور کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے زمانہ کی لمبائی مومنوں کے اخلاص سے وابستہ ہے فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

حج پر جانے والوں کو اطلاع

امسال حج پر جانے والے دوستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ میسرز ٹرنر ماریسن اینڈ کمپنی لیمیٹڈ کے ایس۔ ایس "جہانگیر" نامی جہاز بمبئی سے۔ براہ کراچی۔ جدہ روانہ ہونے کی آخری تاریخ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء مقرر ہوئی ہے اس جہاز میں مندرجہ ذیل مسافروں کے لئے گنجائش ہوگی۔

درجہ اول ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۸ مسافروں
درجہ دوم ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۰ " "
ڈیک ۔ ۔ ۔ ۔ ۹۹۲ " "

تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ

احمدی برادران سے خاص رعایت ہوگی امریکن سیکنڈ ہینڈ مستعمل گرم کوٹ نیکٹائی پیس پارچہ اور کمبل وغیرہ جن کی موسم سرما میں ہر جگہ مانگ ہے نہایت ارزاں نرخ پر کمپنی ہذا سے منگوا کر موسم سرما کے چند ماہ میں قلیل سرمایہ سے معقول منافع اٹھائیے۔

چھوٹی تجارتی کمسد گانٹھیں یکصد اور دوصد روپیہ کی ہیں۔ چہارم رقم پیشگی ہمراہ آرڈر آنی چاہیے۔ مفصل فہرست مفت طلب کیجئے۔

امریکن کمرشیل کمپنی (رجسٹرڈ شدہ) بمبئی نمبر ۱۱

میری پیاری بہنو!

میں آپ کی ہمدردی کی خاطر یہ اشتہار دے رہی ہوں کہ اگر آپ کو کسی قسم کا کوئی پوشیدہ مرض ہے تو خواہ مخواہ فضول ادویات پر روپیہ برباد نہ کریں۔ میرے پاس میری خاندانی مجرب دوا ہے جو عورتوں کے ماہواری ایام کی ہر مرض میں حیرت انگیز اثر ظاہر کرتی ہے ہزاروں میری بہنیں اس دوا کو استعمال کرکے ماہواری ایام کی تکلیفوں سے مکمل صحت حاصل کر چکی ہیں۔ اگر آپ کے ماہواری بیقاعدہ آتے ہیں۔ رک رک کر آتے ہیں یا کم آتے ہیں درد سے آتے ہیں سفید رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے کمر درد سر درد رہتا ہے قبض رہتی ہے کام کاج کرنے سے دل دھڑکتا ہے یا سانس پھول جاتا ہے پیٹ میں اپھارہ رہتا ہے تو آپ یقین رکھیے کہ میری خاندانی مجرب دوا راحت ان جملہ امراض کو دفع کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت مکمل خوراک ایک ماہ ۲ محصول ۸ کل ۲/۸ ملنے کا پتہ:۔ انچارج نجم النساء بیگم احمدی بمقام شاہدرہ لاہور

پائیوریا

دانت موتی کی طرح چمکنے لگتے ہیں خطرناک مرض ضرور ہے۔ مگر لاعلاج نہیں۔ اس ظالم مرض کے رفع کرنے کے لئے احمدیہ یونان فارمیسی بیس تین قسم کی ادویات کثرت سے دوستوں کو بھیج رہی ہیں۔ جن میں اسی فی صدی خطوط تسلی بخش جواب کے موصول ہو رہے ہیں۔ فارمیسی کی تمام ادویات تحریک جدید کے ماتحت بہت ہی کم قیمت پر روانہ کی جاتی ہیں۔ دوائی ملعت ہو جانے۔ ختم ہو جانے۔ دوبارہ تک بلاقیمت دوبارہ روانہ ہوتی ہے۔ آپ بھی فائدہ اٹھائیں

پائیریس ٹوتھ پاؤڈر شیشی کلاں پائیریس لوشن شیشی کلاں پائیریس پلز ۲۰۰ گولی قیمت مکمل بکس تین روپیہ چار آنہ محصول ڈاک علاوہ

زندہ موت

بالکل مفت ۔ دورِ حاضرہ کی نہایت عجیب و غریب حیرت انگیز ایجاد کی توضیح کا حامل رسالہ

زندہ موت

مفت حاصل کرنے کے لئے اپنے علاقہ کے بارسوخ پڑھے لکھے دس روساء کے مکمل پتے ایک خط پر لکھ کر ارسال کریں۔ رسالہ مفت ارسال کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر ایم اسمٰعیل ۱۳۱ میکلوڈ روڈ لاہور

امرت بوٹی

دبلے پتلے کمزور ناتوان۔ بوڑھے۔ اور غلط کار نوجوان رجسٹرڈ استعمال کریں۔ کثیر التعداد بوٹیوں کا جوہر تمام مقوی ادویات کا سرتاج ہے کوئی شخص کتنا ہی گیا گذرا ہو کیوں نہ ہو۔ امرت بوٹی کے استعمال سے عالم شباب کو حاصل کر لیتا ہے چہرہ کو سرخ کرتی رنگ کو نکھار کر دھات جریان۔ کمزوری سستی۔ سرعت کی بیماری کو جڑھ سے اکھاڑ دیتی ہے۔ غلط کار نوجوانوں کی سچی رفیق ہے قوت مردانہ کے قوی کو مضبوط اور سخت کرتی ہے ۱۰۰ گولی کی شیشی معہ امرت طلاء جو بے حد مفید ہے ۲/۲ - ۵۰ گولی کی شیشی بغیر امرت طلاء ۱/۸/۱

نوٹ:۔ دریافت طلب امور کے لئے جوابی خط لکھیں

دی مینیجر احمدیہ یونان فارمیسی رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا جالندھر کینٹ پنجاب

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر آئندہ تعطیلات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نارتھ ویسٹرن ریلوے

تعطیلات دسہرہ کیلئے رعائت

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر آئندہ تعطیلات دسہرہ کے لئے ۱۰ اکتوبر سے ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء تک واپسی ٹکٹ جو ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء تک کام آسکیں گے۔ مندرجہ ذیل شرحوں پر جاری کئے جائیں گے بشرطیکہ ایک طرف کا فاصلہ سو میل سے زائد ہو۔ یا ۱۰۱ میل کا رعائتی کرایہ ادا کیا جائے۔

اوّل اور دوم درجہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایکطرف کا پورا اور دوسری طرف کا ایک تہائی

درمیانہ اور سوم درجہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا نصف

چیف کمرشل منیجر

نہایت باموقع جائیداد قابل فروخت ہے

تین مکانات بہت اچھے اور باموقع نیز بارہ گھماؤں زرعی اراضی قابل فروخت ہے جس میں کنوؤاں بھی ہے۔ خواہشمند احباب حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔
نسبتی معرفت ملک عبدالعظیم صاحب کلرک محکمہ قضاء قادیان

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کیلئے اکسیر صفت ہے۔ جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اسقدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں بھی خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمایئے۔ اسکے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے بعد استعمال پھر وزن کیجئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اسکے استعمال سے ۱۰ گھنٹے تک کام کرنیسے مطلق تھکن نہ ہو گی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنا دیگی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد ہو کر مثل پندرہ سالہ جوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی باہ بھی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی تجربہ کر کے دیکھ لیجئے اس سے بہتر مقوی دوا آجتک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی قیمت فی شیشی دو روپے (عہ) نوٹ۔ فائدہ نہ ہو۔ تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگوایئے۔ ہر مرض کی مجرب دوا منگایئے۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر نمبر ۵ لکھنؤ۔

مفرح یاقوتی

شادی ہوگئی آپ جو چیز چاہتے ہیں وہ یہ ہے

یہ مرد عورت کیلئے تریاقی نہایت تفریح بخش دل کو ہر وقت خوش رکھنے والی دماغی

قلبی اور عصبی کمزوری کیلئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اس سے اولاد کی کثرت ہوتی ہے۔ زندگی کی روح اور جوانی کی جان ہے۔ آج ہی استعمال کر کے لطف زندگی اٹھایئے۔ عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض کیلئے اکسیر چیز ہے حمل میں استعمال کرنیسے بچہ نہایت تندرست اور ذہین پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پانچ روپے قیمت سنکر نہ گھبرایئے۔ نہایت ہی قیمتی اور نہایت عجیب الاثر تریاقی مفرح اجزاء مثلاً سونا عنبر۔ موتی کستوری جدوار اصیل یاقوت مرجان کہربا زعفران ابریشم مقرض کی کیمیاوی ترکیب۔ انگور سیب وغیرہ میوہ جات کا رس مفرح ادویات کی روح نکال کر بنایا جاتا ہے۔ تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دوائی ہے۔ علاوہ اسکے ہندوستان کے رؤسا امراء و معززین حضرات کے بے شمار سرٹیفکیٹ مفرح یاقوتی کی تعریف و توصیف کے موجود ہیں چالیس سال سے زیادہ مشہور اور ہر اہل و عیال والے گھر میں رکھنے والی چیز ہے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اور تمام اکابرین ملت احمدیہ اسکے عجیب الفوائد اثرات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کے اندر کوئی زہریلی اور نشئی دوا شامل نہیں ہے۔ دنیا بھر میں وہ انسان مفرح یاقوتی استعمال کرتے ہیں۔ جو کمزوری وغیرہ پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جن کو جوانی میں خاص زندگی سے لطف اندوز ہونے کی آرزو ہے۔ مفرح یاقوتی بہت جلد اور یقینی طور پر پٹھوں اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ عورت اور مرد اپنی طاقت اور جوانی کو اس کے ذریعہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ تمام مفرحات مقویات اور تریاقات کی سرتاج ہے۔ پانچ تولہ کی ایک ڈبیہ صرف پانچ روپیہ (للعہ) میں ایک ماہ کی خوراک۔

دواخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے منبار الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی۔